فروری 2022ء تا اپریل 2022ء
ماہنامہ
لاہور
جہانِ رضا
بیاد
امام اہلسنت مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ
مدیر اعلیٰ
محمد منیر رضا قادری
مجلسِ رضا
مرکزی
MARKAZI MAJLIS-E-REZA

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ امام احمد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہٗ کے افکار کا حقیقی و تحقیقی ترجمان

ماہنامہ جہانِ رضا لاہور

شمارہ ۲۶۵ / فروری، اپریل ۲۰۲۲ء / رجب المرجب، رمضان المبارک ۱۴۴۳ھ جلد ۳۰

بیاد مجدد دین و ملت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ

بانی مجلس رضا: حکیم اہلسنّت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

بانی ماہنامہ: پیرزادہ اقبال احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

ایڈیٹر

پروفیسر سید محمد سرفراز قادری رضوی

محمد منیر رضا قادری رضوی عفی عنہ

مرکزی مجلسِ رضا
MARKAZI MAJLIS-E-REZA

فہرست

خط و کتابت ترسیل زر اور ملنے کا پتا

Email:muslimkitabevi@gmail.com

حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے 15 بے مثال فضائل

جن خوش نصیبوں نے ایمان کے ساتھ سرکارِ عالی وقار صلَّی اللہُ علیہِ واٰلہٖ وسَلَّم کی صحبت پائی، چاہے یہ صحبت ایک لمحے کے لئے ہی ہو اور پھر ایمان پر خاتمہ ہوا انہیں صحابی کہا جاتا ہے۔ یوں تو تمام ہی صحابۂ کرام رضیَ اللہُ عنہم عادل، متقی، پرہیز گار، اپنے پیارے آقا صلَّی اللہُ علیہِ واٰلہٖ وسَلَّم پر جان نچھاور کرنے والے اور رضائے الٰہی کی خوش خبری پانے کے ساتھ ساتھ بے شمار فضائل و کمالات رکھتے ہیں، لیکن ان مقدس حضرات کی طویل فہرست میں ایک تعداد ان صحابہ رضیَ اللہُ عنہم کی ہے جو ایسے فضائل و کمالات رکھتے ہیں جن میں کوئی دوسرا شریک نہیں اور ان میں سرِ فہرست وہ عظیم ہستی ہیں کہ جب حضرت سیّدنا محمد بن حنفیہ رحمۃُ اللہِ علیہ نے اپنے والدِ ماجد حضرت سیّدنا علیُّ المرتضیٰ رضیَ اللہُ عنہ سے پوچھا: رسول اللہ صلَّی اللہُ علیہِ واٰلہٖ وسَلَّم کے بعد (اس اُمّت کے) لوگوں میں سب سے بہترین شخص کون ہیں؟ تو حضرت سیّدنا علی رضیَ اللہُ عنہ نے ارشاد فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق رضیَ اللہُ عنہ۔([1]) اے عاشقانِ رسول! آیئے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضیَ اللہُ عنہ کی ذاتِ گرامی سے متعلق چند ایسے فضائل و کمالات پڑھئے جن میں آپ رضیَ اللہُ عنہ لاثانی و بے مثال ہیں۔

1، 2) ثَانِیَ اثْنَیْنِ: اللہ پاک نے آپ رضیَ اللہُ عنہ کیلئے قراٰنِ مجید میں ”صَاحِبِہٖ“ یعنی ”نبی کے ساتھی“ اور ”ثَانِیَ اثْنَیْنِ“ (دو میں سے دوسرا) فرمایا،([2]) یہ فرمان کسی اور کے حصّے میں نہیں آیا۔

3) نامِ صدّیق: آپ رضیَ اللہُ عنہ کا نام صدیق آپ کے رب نے رکھا، آپ کے علاوہ کسی کا نام صدیق نہ رکھا۔

4) رفیقِ ہجرت: جب کفّارِ مکّہ کے ظلم و ستم اور تکلیف رَسانی کی وجہ سے نبیِّ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مکّۂ معظّمہ سے ہجرت فرمائی تو آپ رضیَ اللہُ عنہ ہی سرکارِ دو

عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے رفیقِ ہجرت تھے۔

5) یارِ غار: اسی ہجرت کے موقع پر صرف آپ رضیَ اللہُ عنہ ہی رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے یارِ غار رہے۔([3])

6) صرف ابوبکر کا دروازہ کُھلا رہے گا: نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے آخری ایام میں حکم ارشاد فرمایا: مسجد (نبوی) میں کسی کا دروازہ باقی نہ رہے، مگر ابوبکر کا دروازہ بند نہ کیا جائے۔([4])

7) جنّت میں پہلے داخلہ: حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جبریلِ امین علیہِ السَّلام میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر جنّت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری اُمّت جنّت میں داخل ہوگی۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضیَ اللہُ عنہ نے عرض کی: یَا رسولَ اللہ! میری یہ خواہش ہے کہ میں بھی اس وقت آپ کے ساتھ ہوتا، تاکہ میں بھی اس دروازے کو دیکھ لیتا۔ رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ابوبکر! میری اُمّت میں سب سے پہلے جنّت میں داخل ہونے والے شخص تم ہی ہوگے۔([5])

8) تین لُقمے اور تین مبارک بادیں: ایک مرتبہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کھانا تیار کیا اور صحابۂ کرام رضیَ اللہُ عنہم کو بُلایا، سب کو ایک ایک لُقمہ عطا کیا جبکہ حضرت ابوبکر صدیق رضیَ اللہُ عنہ کو تین لُقمے عطا کئے۔ حضرت سیّدنا عباس رضیَ اللہُ عنہ نے اس کی وجہ پوچھی تو ارشاد فرمایا: جب پہلا لقمہ دیا تو حضرت جبرائیل علیہِ السَّلام نے کہا: اے عتیق! تجھے مبارک ہو، جب دوسرا لقمہ دیا تو حضرت میکائیل علیہِ السَّلام نے کہا: اے رفیق! تجھے مبارک ہو، تیسرا لقمہ دیا تو اللہ کریم نے فرمایا: اے صدیق! تجھے مبارک ہو۔([6])

9) سب سے افضل: حضرت سیّدنا ابودَرْدَاء رضیَ اللہُ عنہ کا بیان ہے کہ نبیوں کے سردار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مجھے ابوبکر صدیق رضیَ اللہُ عنہ کے آگے چلتے ہوئے دیکھا

تو ارشاد فرمایا: کیا تم اس کے آگے چل رہے ہو جو تم سے بہتر ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ نبیوں اور رسولوں کے بعد ابوبکر سے افضل کسی شخص پر نہ تو سورج طلوع ہوا اور نہ ہی غروب ہوا۔([7])

10) گھر کے صحن میں مسجد: ہجرت سے قبل حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ عنہ نے اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنائی ہوئی تھی چنانچہ حضرت سیّدتنا عائشہ رَضِیَ اللہُ عنہا فرماتی ہیں: میں نے ہوش سنبھالا تو والدین دینِ اسلام پر عمل کرتے تھے، کوئی دن نہ گزرتا مگر رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم دن کے دونوں کناروں صبح و شام ہمارے گھر تشریف لاتے۔ پھر حضرت ابوبکر کو خیال آیا کہ وہ اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنالیں، پھر وہ اس میں نماز پڑھتے تھے اور (بلند آواز سے) قراٰنِ مجید پڑھتے تھے، مشرکین کے بیٹے اور ان کی عورتیں سب اس کو سنتے اور تعجب کرتے اور حضرت ابوبکر کی طرف دیکھتے تھے۔([8])

11) سب سے زیادہ فائدہ پہنچانے والے: پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایک مرتبہ یوں ارشاد فرمایا: جس شخص کی صحبت اور مال نے مجھے سب لوگوں سے زیادہ فائدہ پہنچایا وہ ابوبکر ہے اور اگر میں اپنی اُمّت میں سے میں کسی کو خلیل (گہرا دوست) بناتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن اسلامی اخوت قائم ہے۔([9])

12) حوضِ کوثر پر رَفاقت: پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایک دفعہ حضرت صدیق رَضِیَ اللہُ عنہ سے فرمایا: تم میرے صاحب ہو حوضِ کوثر پر اور تم میرے صاحب ہو غار میں۔([10])

13) سب سے زیادہ مہربان: شفیعِ اُمّت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت سیّدنا جبریلِ امین علیہِ السَّلام سے اِسْتِفْسار فرمایا: میرے ساتھ ہجرت کون کرے گا؟ تو سیّدنا جبریلِ امین علیہِ السَّلام نے عرض کی: ابوبکر (آپ کے ساتھ ہجرت کریں گے)، وہ آپ کے بعد آپ کی اُمّت کے معاملات سنبھالیں گے اور وہ اُمّت میں سے

سب سے افضل اور اُمّت پر سب سے زیادہ مہربان ہیں۔([11])

14) صدیقِ اکبر کے احسانات: نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: مجھ پر جس کسی کا احسان تھا میں نے اس کا بدلہ چُکا دیا ہے، مگر ابوبکر کے مجھ پر وہ احسانات ہیں جن کا بدلہ اللہ پاک اُنہیں روزِ قیامت عطا فرمائے گا۔([12])

15) خاص تجلّی: پیارے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم غارِ ثور تشریف لے جانے لگے تو حضرت ابوبکر صدیق رضیَ اللہُ عنہ نے اُونٹنی پیش کرتے ہوئے عرض کی: یا رسولَ اللہ! اس پر سوار ہوجایئے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سوار ہوگئے پھر آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضیَ اللہُ عنہ کی طرف متوجہ ہوکر ارشاد فرمایا: اے ابوبکر! اللہ پاک تمہیں رضوانِ اکبر عطا فرمائے۔ عرض کی: وہ کیا ہے؟ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اللہ پاک تمام بندوں پر عام تجلّی اور تم پر خاص تجلّی فرمائے گا۔([13])

وصال و مدفن: آپ رضی اللہ عنہ کا وصال 22 جُمادَی الاخریٰ 13ھ شب سہ شنبہ (یعنی پیر اور منگل کی درمیانی رات) مدینۂ منورہ (میں) مغرب وعشاء کے درمیان تریسٹھ (63) سال کی عمر میں ہوا۔ حضرت سیّدنا عمر بن خطّاب رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی([14]) اور آپ رضی اللہ عنہ کو پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پہلو میں دفن کیا گیا۔([15]) اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

حوالہ جات

(1) بخاری، 2/522، حدیث: 36717۔ (2) پ10، التوبۃ: 40۔ (3) تاریخ الخلفاء، ص: 46 ملتقطاً۔ (4) بخاری، 1/177، حدیث: 466، تفہیم البخاری، 1/818۔ (5) ابوداؤد، 4/280، حدیث: 4652۔ (6) الحاوی للفتاویٰ، 2/51۔ (7) فضائل الخلفاء لابی نعیم، ص 38، حدیث: 10۔ (8) بخاری، 1/180، حدیث: 476، تفہیم البخاری، 1/829۔ (9) بخاری،

2/591، حدیث: 3904۔(10) ترمذی، 5/378، حدیث:3690۔(11) جمع الجوامع،
11/39، حدیث:160۔(12) ترمذی،5/374، حدیث:3681۔(13) الریاض النضرۃ،
1/166۔(14) کتاب العقائد،ص43۔(15) طبقاتِ ابن سعد،3/157h۔

تلمیذ الرحمان

محترم خلیل احمد رانا، جہانیاں

کئی سال پہلے ایک دیوبندی باطل فورم پر امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ، پر ایک اعتراض کیا گیا تھا کہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ لغزشوں سے محفوظ تھے۔ان اعتراضات کا جواب ہم نے اسی وقت دے دیا تھا کہ جس کا کوئی جواب اب تک نہیں ملا۔

دوسرا اعتراض یہ تھا کہ ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی" مطبوعہ اسلامی کتب خانہ سیالکوٹ 1981 میں لکھا ہے کہ
"مولانا بریلوی تلمیذ الرحمن تھے"

دیکھو جی بریلویوں نے مولانا احمد رضا خان کو تلمیذ الرحمن (اللہ کا شگرد) کہہ دیا۔عرض ہے کہ امام عاشقاں مولانا محمد احمد رضا خان قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو لغزشوں سے محفوظ لکھا ہے، معصوم تو نہیں لکھا، معصوم صرف انبیاء کرام ہوتے ہیں، اللہ تعالی کسی ولی کو لغزشوں سے محفوظ فرمادے اور گناہوں سے بچائے تو کسی کو کیا تکلیف ہے اور اس میں کیا گستاخی ہے؟

دوسرا اعتراض یہ لکھا کہ "مولانا بریلوی تلمیذ الرحمٰن تھے"

جہلاء دیوبند کو اگر اُردو ادب سے کچھ لگاؤ ہوتا تو ایسا مضحکہ خیز اعتراض نہ کرتے لیکن یہ تو جُہلا کا ایک مذہبی جنونی ٹولہ ہے، انکو شعری ادب کی کیا خبر؟

بطور مجاز شاعر کو تلمیذ الرحمٰن کہنا اردو ادب میں مستعمل ہے، اس پر اعتراض کرنا اُردو ادب سے بے خبری کا نتیجہ ہے، صاحب فیروز اللغات لکھتے ہیں:

تلمیذ الرحمٰن: خدا کا شاگرد، مجازاً شاعر (فیروز اللغات، مطبوعہ لاہور، ص 341)

شاعر مشرق علامہ اقبال فرماتے ہیں:

پاک رکھ اپنی زباں، تلمیذ رحمانی ہے تو
ہو نہ جائے دیکھنا تیری صدا بے آبرو

1338ھ میں مشہور ناشر کتب منشی نول کشور، کانپور (انڈیا) نے دیوان حضرت امیر خسرو شائع کی تو اس کی اطلاع کے لئے ایک اشتہار شائع کیا جس کی سرخی (ہیڈ لائن) انہی الفاظ سے شائع کی، اشتہار (کا عکس دے دیا گیا ہے)۔

اب ہم دیوبندیہ وہابیہ کے گھر سے ایک ثبوت دیتے ہیں کہ مولوی شاہ اسماعیل دہلوی نے صدیقین کو انبیاء کا ہم استاد کہا ہے (صراط مستقیم، ص 34) انبیاء تلمیذ الرحمٰن ہوتے ہیں، تو کیا مولوی اسماعیل دہلوی نے صادیقین کو انبیاء کا ہم استاد کہہ کر صدیقین کو تلمیذ الرحمٰن نہیں مانا؟

جواب کا انتظار رہے گا۔

❀❀❀

مَنْ سَبَّ نَبِيًّا فَاقْتُلُوْهُ

مَنْ سَبَّ نَبِيًّا فَاقْتُلُوْهُ

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی نبی کو گالی دی اسے قتل کردو۔

قادیانی لبرلز اور سیکولر بشمول کچھ گوگلی علماء کے اس حدیث پر شکوک وشبہات دیکھے تھے کچھ لوگوں نے کہا کہ یہ حدیث سرے سے حدیث کی کتابوں میں سند کے ساتھ درج ہی نہیں اسلئے اس حدیث کی تخریج کی کوشش کی گئی ہے کافی کتابوں میں ان ہی الفاظ کے ساتھ اور ''فاقتلوہ'' کی جگہ ''قتل'' کے الفاظ کے ساتھ بھی بہت جگہ ملی ان میں سے 20 کتابوں کا انتخاب پیش ہے۔

تخریج الحدیث:

1- معجم الصغیر للطبرانی (ج1 ص136 رقم الحدیث659 تا660)
2- المعجم الاوسط للطبرانی رقم الحدیث4602
3- الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ مترجم (ج2 ص202 شبیر برادرز)
4- الشفاء باحوال المصطفیٰ عربی (ج2 ص136)
5- فوائد تمام الرازی رقم الحدیث740
6- الاربعین المرتبۃ علی طبقات الاربعین لابن المفضل المقدسی (ج1 ص460)
7- تاریخ دمشق لابن عساکر (ج38 ص103 رقم الحدیث38854)
8- تاریخ بغداد للخطیب (ج18 ص90)
9- مجمع الزوائد ومنبع الفوائد (ج6 ص260)
10- جامع الاحادیث (ج20 ص368)
11- الفردوس بماثور الخطاب باب میم (ج3 ص541)
12- شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیۃ (ج7 ص334)
13- سبل الھدیٰ والارشاد فی سیرۃ خیر العباد (ج12 ص30)
14- احکام اھل لزمۃ (ج3 ص1455)
15- الصارم المسلول علی شاتم الرسول (ج1 ص93، 287، 295)
16- فتاویٰ السبکی امام تقی الدین سبکی (ج2 ص582)
17- السابق والاحق الخطیب البغدادی (ج1 ص85)
18- نھایۃ المطلب فی درایۃ المذھب (ج18 ص47)
19- الوسیط فی المذھب (ج7 ص87)
20- الفتاوی الکبریٰ لابن تیمیۃ (ج5 ص256)

کتب اسماء الرجال کا تعارف

(پانچ منتخب کتب)

تحریر: مولانا منیب احمد قادری

فن اسماء الرجال

یہ علم راویانِ حدیث کی سوانحِ عمری اور تاریخ ہے، اس میں راویوں کے نام، حسب و نسب، قوم و وطن، علم و فضل، دیانت و تقویٰ، ذکاوت و حفظ، قوت و ضعف اور ان کی ولادت وغیرہ کا بیان ہوتا ہے، بغیر اس علم کے حدیث کی جانچ مشکل ہے، اس کے ذریعہ ائمہ حدیث نے مراتب رواۃ اور احادیث کی قوت و ضعف کا پتا لگایا ہے۔(۱)

ابتداء

حدیث کے راوی جب تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے اس فن کی کوئی ضرورت نہ تھی، وہ سب کے سب عادل، انصاف پسند اور محتاط تھے۔ کبارِ تابعین بھی اپنے علم و تقویٰ کی روشنی میں ہر جگہ لائق قبول سمجھے جاتے تھے، جب فتنے پھیلے اور بدعات شروع ہوئیں تو ضرورت محسوس ہوئی کہ راویوں کی جانچ پڑتال کی جائے، فتنے سب سے پہلے کوفہ اور بصرہ سے اُٹھے، اس لیے علم کی تدوین و تنقیح پہلے یہیں (ہونی ضروری تھی، کوفہ میں دو علمی مرکز تھے۔ (۱) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (۳۲ھ) (۲) حضرت علی کرم اللہ وجہہ (۴۰ھ) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بنتے ہی مسلمانوں کا سیاسی اختلاف عراق میں امڈ آیا اور اس سیاسی تشیع سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حلقے میں بہت سے غلط لوگ شامل ہوئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام سے بہت سی غلط باتیں کہنی شروع کر دیں، اس طرح شبہات میں انہوں نے دین کا بنیادی تصور تک بدل ڈالا، یہ اسلام میں فرقہ بندی کی طرف پہلا قدم تھا۔ امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ (۱۱۰ھ) کہتے ہیں کہ جب یہ فتنے اُٹھے تو علماء نے یہ طئے کیا: اپنے رواتِ

حدیث کے نام بتائیں، دیکھا جائے گا کہ اہل سنت کون ہیں، انہی کی روایات لی جائیں گی، اہل بدعت کا بھی پتہ لگایا جائے گا اوران کی احادیث نہ لی جائیں گی۔(۲)

کوفہ کے بعد بصرہ، عراق کا دوسرا بڑا شہر تھا، کوفہ سے تشیع اُٹھا تو بصرہ سے انکارقدر کی صدا اٹھی۔سب سے پہلے بصرہ میں جس نے عقیدۂ قدر میں بات چیت کی وہ معبد جہنی تھا۔(۳)

یحییٰ بن یعمر اور حمید بن عبدالرحمن حمیری حج کے موقع پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ملے اوران لوگوں کے متعلق پوچھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تم ان لوگوں سے ملوتو انہیں کہہ دو کہ میں ان سے لاتعلق ہوں اور وہ مجھ سے لاتعلق ہیں، میں بقسم کہتا ہوں کہ اگر یہ احد کے برابر سونا خیرات کریں اُسے اللہ ان سے قبول نہیں کریگا جب تک کہ وہ تقدیر پر ایمان نہ لائیں۔(۴)

علم اسماء الرجال کا احساس یہیں سے پیدا ہوا، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ۶۸)ھ) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بہت سی مرویات کے بارے میں کہہ چکے تھے کہ یہ بات حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کبھی نہ کہی ہوگی۔

امام مسلم لکھتے ہیں: تابعین میں کئی ائمہ گزرے، جنھوں نے اسماء الرجال (راویانِ حدیث) میں کلام کیا، ان میں حضرت حسن بصری (۱۱۰ھ) اور طاؤس (۱۰۵ھ) نے معبد جہنی میں کلام کیا، سعید بن جبیر (۹۵ھ) نے طلق بن حبیب میں کلام کیا، ابراہیم نخعی (۹۵ھ) اور عامر الشعبی (۱۰۳ھ) نے حارث الاعور میں کلام کیا؛ اس طرح ایوب سختیانی، عبداللہ بن عون، سلیمان تیمی، شعبہ بن حجاج، سفیان الثوری، مالک بن انس، اوزاعی، عبداللہ بن مبارک، یحیی بن سعید القطان جیسے اہل علم نے رجال میں کلام کیا ہے اور کمزور راویوں کی تضعیف کی ہے، انہیں اس بات پر اللہ بہتر جانتا ہے، مسلمانوں کی خیرخواہی کے جذبہ نے آمادہ کیا، یہ نہ سمجھا جائے کہ ان کی غرض ان راویوں کا ضعف بیان کرنا تھا؛ تاکہ وہ پہچانے جائیں، بعض وہ راوی جن کی تضعیف کی گئی بدعتی تھے، بعض ان میں سے متہم

فی الحدیث تھے، بعض بھولنے والے تھے اور کثرت سے غلطی کرنے والے تھے، سوان ائمہ نے چاہا کہ ان کے احوال بیان کردیئے جائیں اور اس سے دین کی خیر خواہی ملحوظ نظر تھی اور دین میں ثابت قدمی پیش نظر تھی، حقوق واموال کے بارے میں شہادت دینے سے دین کے بارے میں شہادت دینے کی زیادہ ضرورت ہے۔(۵)

اسماء الرجال میں پہلے لکھنے والے

جب تک راویانِ حدیث اپنی سند سے حدیثیں روایت کرتے رہے راویوں کی جانچ پڑتال بھی ساتھ ساتھ ہوتی رہی۔ لیکن جب احادیث ایک جگہ جمع ہوگئیں اس جمع شدہ ذخیرے سے ہی حدیث آگے چلی تو اس دور میں علیحدہ علیحدہ راویوں کی جانچ پڑتال کے ساتھ حاذق محدثین کی تحقیق اور اکابر اساتذہ فن کا ذوق بھی ساتھ چلنے لگے۔ ائمہ حدیث نے ایک ایک صحابی، تابعی کے اصحاب کا جائزہ لیا، سب سے زیادہ کون کن کے قریب رہے، ان کو پہچانا، اسی نسبتِ علم سے وہ حضرات فقیہ سمجھے گئے اور اسی نسبت سے ان کے فیصلے حجت سمجھے گئے، یہ حضرات اپنے ضبطِ تثبیت اور فقہ وروایات میں اگلے لوگوں کے لیے امام ٹھہرے۔

حافظ ذہبی ایک جگہ لکھتے ہیں کہ طبقہ تابعین میں انتہائی چھان بین کے باجود مجھے ایک راوی بھی کاذب نہیں مل سکا،۔۔۔۔ غلطی لگ جانا اور بات ہے، حافظے کا ضعف امر دیگر ہے؛ لیکن جان بوجھ کر جھوٹ بولنا اس حد تک اس طبقے میں کوئی مجروح نہ تھا، کذب اپنی نمایاں صورت میں بعد میں نمودار ہوا ہے، تابعین اسی لیے تابعین تھے کہ صحابہ ان کے متبوعین تھے، جو صحابہ کے نقشِ پا سے راہ تلاش نہ کرے وہ تابعین میں سے کیسے ہوسکتا ہے، حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اردگرد رہنے والے لوگ اگر ان پر جھوٹ باندھتے رہے تو وہ سبائی منافقین تھے، تابعین ہرگز نہ تھے، وہ تابعین بغیر اتباع ہرگز نہ ہوسکتے تھے۔

چنانچہ حضرت علی بن المدینی (۲۳۴ھ) نے کتاب العلل میں، امام احمد بن حنبل (۲۴۱ھ) نے کتاب العلل ومعرفۃ الرجال میں، امام بخاری (۲۵۶ھ) نے تاریخ میں،

امام مسلم (۲٦۱ھ) نے مقدمہ صحیح مسلم میں، امام ترمذی (۲۷۹ھ) نے کتاب العلل میں، امام نسائی (۳۰۳ھ) نے کتاب الضعفاء والمتروکین میں، ابوعبدالرحمٰن بن ابی حاتم الرازی (۳٦۷ھ) نے کتاب الجرح والتعدیل میں، دارِقطنی (۳۸۵ھ) نے اپنی کتاب العلل میں اور امام طحاوی (۳۲۱ھ) نے رجال پر بہت مفید بحثیں کی ہیں۔ حضرت امام طحاوی (۳۲۱ھ) باب نکاح المحرم میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگردوں کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگردوں میں سعید بن جبیر، عطاء، طاؤس، مجاہد، عکرمہ اور جابر بن یزید سب سے زیادہ تثبت والے ہیں اور یہ سب امام اور فقہاء ہیں کہ ان کی روایت بھی مستند سمجھی جاتی ہے اور ان کے فقہی فیصلے بھی حجت مانے جاتے ہیں۔(٦)

پھر جن لوگوں نے آگے ان سے دین نقل کیا وہ بھی اسی طرح معروف ہوئے، ان میں عمرو بن دینار، ایوب السختیانی اور عبداللہ بن ابی نجیح وغیرہ اہم ہیں اور یہ سب ایسے امام تھے کہ روایت میں مقتدا ٹھہرے۔

علم حدیث اور علم رجال کا ساتھ ساتھ رہنا ضروری ہے۔

احادیث جمع کرنے والے ائمہ حدیث نے جو روایتیں لکھیں انہیں، انہوں نے اپنے اساتذہ کا نام لے کر روایت کیا ہے، جن سے انہوں نے وہ روایات سنی تھیں اور پھر ان کی سند بھی جاری کر دی جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا صحابہ کرام تک پہنچتی ہے۔ جب حدیث کے ذکر میں سند ساتھ آنے لگی تو ضروری تھا کہ پڑھنے والوں پر ان راویوں کا حال بھی کھلا ہو جو اس حدیث کو آگے لانے کی ذمہ داری لیے ہوئے ہیں۔ سو حدیث کے لیے جس طرح متن کو جاننا ضروری ہے، سند کو پہچاننا بھی ضروری ٹھہرا کہ اسماء الرجال کے علم کے بغیر علم حدیث میں کوئی شخص کامیاب نہیں ہوسکتا، امام علی بن المدینی (۲۳۴ھ) کہتے ہیں: معانی حدیث میں غور کرنا نصف علم ہے تو معرفت رجال بھی نصف علم ہے۔(۷)

کتبِ اسماء الرجال

پہلے دور کی اسماء الرجال کی کتابیں راویوں کے نہایت مختصر حالات کو لیے ہوئے تھیں، بعد میں ابنِ عدی اور ابو نعیم اصفہانی نے سب سے پہلے معلومات زیادہ حاصل کرنے کی طرف توجہ کی، خطیب بغدادی ابن عبدالبر اور ابن عساکر دمشقی نے ضخیم جلدوں معین بغداد اور دمشق کی تاریخیں لکھیں تو ان میں تقریباً سب اعیان ورجال کے تذکرے آگئے ہیں۔

جہاں تک فنی حیثیت کا تعلق ہے سب سے پہلے حافظ عبدالغنی المقدسی نے اس پر قلم اٹھایا، حافظ عبدالغنی المقدسی دمشق کے رہنے والے تھے اور حنبلی المسلک تھے، آپ نے ''الکمال فی اسماء الرجال'' لکھی اور انہی کے نقوش وخطوط پر آگے کام ہوتا رہا؛ انہوں نے ابتدائی اینٹیں چنیں اور آگے آنے والوں نے ان پر دیواریں کھڑی کیں۔ حافظ جمال الدین ابوالحجاج یوسف بن عبدالرحمٰن المزی نے ''الکمال'' کو پھر سے پندرہ جلدوں میں مرتب کیا اور اس کا نام ''تہذیب الکمال'' رکھا، آپ بھی دمشق کے رہنے والے تھے؛ لیکن مسلکاً شافعی تھے، آپ نے اس میں اور اہل فن سے بھی معلومات جمع فرمائیں۔ پھر حافظ المزی کے شاگرد جناب حافظ شمس الدین ذہبی اٹھے اور انہوں نے ''تہذیب الکمال'' کو مختصر کر کے ''تذھیب التہذیب'' لکھی، اس کے علاوہ ''میزان الاعتدال'' اور ''سیر النبلاء'' اور ''تذکرۃ الحفاظ'' جیسی بلند پایہ کتابیں بھی لکھیں، جو اپنے فن پر وقت کی لاجواب کتابیں سمجھی جاتی ہیں۔

پھر شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی نے تذھیب التہذیب کو اپنے انداز میں مختصر کیا اور ''تہذیب التذھیب'' لکھی جو بارہ جلدوں میں ہے۔ ''تقریب التہذیب'' کے نام سے لکھا ہے، اس کے علاوہ آپ نے ''لسان المیزان'' بھی لکھی، جو چھ ضخیم جلدوں میں ہے۔

پھر شیخ الاسلام حضرت علامہ بدرالدین عینی (۸۵۵ھ) نے مغانی الاخیار من رجال شرح معانی الآثار لکھی اور طحاوی کے رجال جمع کئے، تلخیص ''کشف الاستار'' کے نام سے علامہ ہاشم سندھی نے لکھی ہے۔

ان کے بعد حافظ صفی الدین الخزرجی (۹۱۳ھ) نے "خلاصۃ تذہیب تہذیب الکمال"، لکھی۔

علم رجال پر لکھی گئی چند اہم کتابیں:

❁ رجال یحییٰ بن سعید القطان (۱۹۰ھ)۔ ❁طبقات ابن سعد ابن سعد (۲۳۰ھ)۔ ❁معرفۃ الرجال امام احمد بن حنبل (۲۴۱ھ)۔ ❁تاریخ امام بخاری (۲۵۶ھ)۔ ❁نقد رجال کے یہ ابتدائی نقوش تھے، آگے ان میں کچھ وسعت پیدا ہوئی، اس دوسرے دور میں پانچ کتابیں زیادہ معروف ہوئیں۔

کامل ابن عدی (۳۶۵ھ)

دارِقطنی کی رائے ہے کہ اسماء الرجال میں یہی ایک کتاب کافی ہے، ذہبی نے بھی اسے بے مثل کہا ہے۔

❁ تاریخ نیشاپور ابونُعیم اصفہانی (۴۳۰ھ)

❁ تاریخ بغداد خطیب بغدادی (۴۶۳ھ) ۱۴ جلدوں میں ہے۔

❁ الاستیعاب ابن عبد البر مالکی (۴۵۳ح)

❁ تاریخ دمشق ابن عساکر (۵۷۱ھ)

الکمال فی اسماء الرجال

حافظ عبد الغنی المقدسی (۶۰۰ھ)

الکمال پہلی کتاب ہے کہ جس میں کتب ستہ کے رجال کے احوال مذکور ہیں اس کو حروف تہجی کی ترتیب پر لکھا گیا ہے۔

ترتیب:

اس کتاب کی ابتداء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ترجمہ سے کی گئی اس کے بعد علم الرجال پر ایک کی اہمیت پر مقدمہ اور علماء کے اقوال کو نقل کیا گیا ہے اور ساتھ میں سند صحیح کو سقیم سے،

اور ثقات رجال کو ضعیف سے ممتاز کرنے کا طریقہ کار بیان کیا گیا ہے۔(۸)

اس کی بعد عشرہ مبشرہ کے احوال اس کے بعد ان کے احوال کو بیان کیا ہے جن کے اسماء محمد یا احمد ہیں اس کے بعد باقی راویوں کے احوال حروف تہجی کی ترتیب سے کتاب کو مرتب کیا ہے۔

آخر میں ان راویوں کے احوال جو کہ کنیت سے معروف ہیں اس کے بعد عورتوں کے احوال اس کے بعد کنیت سے معروف ہونے والی عورتوں کے احوال کو ذکر کیا ہے۔

مصادر: اس کتاب کے اہم مصادر میں سے الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم۔ التاریخ للخطیب۔تاریخ دمشق لابن عساکر، الکامل الابن عدی ہیں۔

امام مزی اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جس قدر محنت کرنی چاہیے تھی اس قدر مصنف نے نہیں کی تراجم کی معلومات میں کمی رہ گئی ہے اور نہ ہی جملہ راویوں کے حالات پر تبصرہ کیا ہے بلکہ سترہ سو کے قریب راویوں کے حالات پر تبصرہ نہیں کیا۔(۹)

ضخامت: دس ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔

تھذیب الکمال فی اسماء الرجال

ابوالحجاج یوسف مزی(۷۴۲ھ)

امام مزی نے کمال کی تنقیح اور تہذیب کی ہے کچھ چیزوں کا اضافہ اور کچھ کو حذف کیا ہے۔

۱ کمال میں صرف صحاح ستہ کے احوال کو بیان کیا گیا تھا امام مزی نے اس کے ساتھ اصحاب صحاح ستہ کی دیگر تالیفات میں موجود راویوں کے احوال کو بیان کیا ہے۔

۲۔ جن صحاح ستہ کے راویوں کا ذکر مقدسی نے چھوڑ دیا تھا ان کو بھی ذکر کیا اکثر تراجم میں معلومات کا اضافہ کیا ہے کتان کے آخر میں چار فصلوں کا اضافہ کیا ہے۔

رموز واشارات اور تبصرہ

ہر راوی کے نام کے اوپر کچھ حروف مرقوم ہیں جن سے مخصوص لوگوں یا کتب کی

طرف اشارہ ہے خ، سے مراد بخاری، م، سے مراد مسلم، مق سے مراد مقدمہ صحیح مسلم ہے۔

علامہ صفدی لکھتے ہیں اس کتاب نے سابقہ کتب سے مستغنی کر دیا اس کے حصول کے لئے علماء نے دور دراز کے سفر کئے۔ (۱۰)

امام سبکی لکھتے ہیں کہ اس جیسی اور کوئی کتاب نہیں۔ (۱۱)

اس کتاب پر بہت سے علماء نے کام کیا ہے جن میں شمس الدین ذہبی، علامہ مغلطائی، اور ابن حجر عسقلانی خاص اہمیت کے حامل ہیں۔ یہ کتاب پندرہ جلدوں پر مشتمل ہے۔

تذکرۃ الحفاظ تبصرۃ الایقاظ

یوسف بن حسین بن عبد الهادی حنبلی (۹۰۹ھ)

مئولف نے اس کتاب میں عصر صحابہ سے لیکر اپنے زمانہ تک کے حفاظ رواۃ حدیث کو جمع کیا ہے جن کی مجموعی تعداد ۹۴۸ ہے۔

ترتیب:

۱۔ مئولف نے شروع میں ایک فصل حافظ کے معنی مفہوم میں اور آخر میں دو فصلیں ایک کنیت سے معروف حفاظ رواۃ اور دوسری فصل ان عورتوں کے بارے میں ہے جن کو حافظہ کے لقب سے یاد کیا گیا، تحریر کیں۔

۲۔ اس کتاب کو حروف تہجی کی ترتیب پر تالیف کیا۔

۳۔ شروع میں نام ولدیت اور اس کے بعد کنیت پھر ان کی نسبت کو ذکر کرتے ہیں۔

۴۔ اگر کنیت معروف نہ ہو تو پھر نام کے ساتھ ہی نسبت کو ذکر کرتے ہیں۔

۵۔ نام و کنیت کے بعد جس محدث نے ان کے بارے میں حافظ ہونے کا قول کیا اس قول کو باحوالہ ذکر کرتے ہیں۔

۶۔ آخر میں تاریخ وفات کو ذکر کرتے ہیں۔

۷۔ اس کتاب کی تالیف میں مئولف نے زیادہ تر اعتماد الکاشف للذہبی۔ التذھیب

للذہبی۔ اعتماد العبر فی خبر عبر، لابن جوزی پر کیا ہے۔

ضخامت: یہ کتاب ۲۸۸ صفحات پر مشتمل ہے دارالنور، بیروت سے یہ مطبوع ہے۔(۱۲)

تہذیب التھذیب الکمال فی اسماء الرجال

حافظ ابن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ)

یہ کتاب امام مزیِ کی کتاب تہذیب الکمال سے متعلق ہے حافظ ابن حجر عسقلانی نے امام مزی کی کتاب کو اختصار اور مفید معلومات کے ساتھ جمع کیا ہے اس کتاب میں کتب ستہ اوران کی دیگر تالیفات میں موجود رواۃ کے حالات کو بیان کیا گیا ہے۔

ترتیب:

حافظ ابن حجر نے اس کتاب کو مختصر اور مہذب کہا ہے اس کی وجہ خود لکھی ہے کہ امام مزی کی کتاب انتہائی مفید ہونے کے باوجود کافی طویل تھی جس سے استفادہ کرنا مشکل تھا اس لئے میں نے اس کو مختصر کیا ہے۔

اختصار:

امام مزی نے اپنی کتاب تہذیب میں تین فصلیں قائم کی تھیں حافظ نے ان تینوں کو ختم کردیا۔

وہ سارے اختلافات جو حدیث کے راویوں کی وفات میں پائے جاتے ہیں ان کو ختم کر کے ایک قول کو ذکر کیا۔ ان واقعات کو بھی حذف کردیا جن کا تعلق جرح وتعدیل سے نہیں تھا۔

راویوں کے جملہ شیوخ وتلامذہ کو ذکر کرنے کی بجائے مشہور پر اکتفا کیا ہے۔

مقدمہ تہذیب التھذیب

مصادر:

اس کتاب کی تالیف میں وہی مصادر ہیں جو تہذیب الکمال میں تھے اس کے علاوہ مئولف نے تہذیب التہذیب سے بھی مفید معلومات جمع کی ہے:

مئولف نے خود اس کی افادیت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ فرض کیجئے اس کتاب میں کچھ نہیں کم از کم یہ تو ضرور ہے کہ مزی کی تہذیب اور مغلطائی کی اکمال لتہذیب الکمال کا اختصار ہے۔

تذھیب تہذیب الکمال فی اسماء الرجال

شمس الدین الذہبی (۷۴۸ھ)

راویوں کے حالات بیان کرنے اور بالخصوص کتب ستہ کے راویوں کے حالات کو بیان کرنے میں امام ذہبی کا نام خاصی اہمیت رکھتا ہے امام ذہبی کی یہ کتاب امام مزی کی کتاب تہذیب الکمال کا اختصار ہے امام ذہبی نے اس میں اپنی طرف سے کچھ اضافات بھی کیئے ہیں۔

ترتیب:

یہ اضافے عموماً راویوں کے بارے میں جرح اور تعدیل سے متعلق ائمہ محدثین کے اقوال ہیں۔ اسی طرح ضبط اسماء نیز تاریخ وفات کا بھی اضافہ کیا ہے اس کتاب کو آٹھ ماہ میں تالیف کیا گیا۔ کتاب کی ترتیب و تنظیم تہذیب الکمال کی طرح ہے تہذیب الکمال کتب ستہ کے اور ان کے ملحقات راویوں کے احوال پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب بھی انہی راویوں کے حالات پر مشتمل ہے وہ تمام اشارات واصطلاحات جو اصل کتاب میں تھیں ان تمام کو اس میں برقرار رکھا گیا ہے۔

حوالہ جات

۱: البخاری، محمد بن اسماعیل، مقدمہ الناشر، کتاب التاریخ الکبیر، دارالفکر، بیروت، ص ۳

۲: قشیری مسلم بن حجاج الصحیح المسلم، حدیث نمبر ۱۸۶۲

۳: قشیری مسلم بن حجاج الصحیح المسلم، بَاب بَيَانِ الْإِيمَانِ وَالْإِسْلَامِ وَالْإِحْسَانِ، حدیث نمبر (۹)

۴: قشیری مسلم بن حجاج الصحیح المسلم، بَاب بَيَانِ الْإِيمَانِ وَالْإِسْلَامِ وَالْإِحْسَانِ، حدیث نمبر (۹)

۵: ترمذی، کتاب العلل، باب وَمَا كَانَ فِيهِ مِنْ ذِكْرِ الْعِلَلِ فِي الْاحَادِيثِ وَالرِّجَالِ وَالتَّارِيخ: ۱۲ / ۴۸۲

۶: طحاوی، ابوجعفر احمد بن محمد، شرح معانی الآثار مکتبہ رحمانیہ لاہور، باب نکاح المحرم: ج اص ۱۵۷

۷: مقدمہ خلاصہ تہذیب الکمال، فصل وھذہ نبذۃ من اقوال الائمۃ فی ہذا: ۱ / ۱۶۵

۸: شاوی بن سالم، منہج الحافظ المقدسی فی کتاب اکمال، مطبوعہ الکویت ص ۳۵

۹: مزی ابوالحجاج یوسف تہذیب الکمال فی اسماء الرجال ج اص ۷۳۔

۱۰: بشادعواد، مقدمہ تہذیب الکمال موسسہ الرسالہ، بیروت ج اص ۲:

۱۱: بشادعواد، مقدمہ تہذیب الکمال موسسہ الرسالہ، بیروت ج اص ۲۱:

۱۲: مقدسی، یوسف بن حسین بن عبدالھادی حنبلی ۹۰۹، مقدمہ تذکرۃ الحفاظ، دارالنور بیروت ص ۲۔

ذکر الٰہی سے غافل پرندہ

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں کسی نے تحفے کے طور پر ایک پرندہ بھیجا۔ جسے آپ رحمتہ اللہ علیہ نے قبول فرمالیا۔

کافی عرصے تک وہ پرندہ آپ کے پاس ایک پنجرے میں بند رہا۔

ایک دن حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے پنجرے کی کھڑکی کھولی اور اس پرندے کو آزاد کردیا۔ لوگوں نے جب یہ دیکھا تو حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ جناب اتنے عرصے تک تو آپ نے اس پرندے کو پنجرے کے اندر بند کرکے رکھا اور دیکھ بھال کرتے رہے۔ آج اچانک پنجرا کھول کر اسے آزاد کیوں کردیا؟ یہ سن کر حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ آج اس پرندے نے مجھ سے کہا اے جنید! تم تو اپنے دوست احباب کی باتوں سے یوں لطف اٹھاؤ اور مجھے بے مونس وغمخوار ایک پنجرے میں یوں بند رکھو؟ تو میں نے اسے آزاد کردیا مگر جب وہ پرندہ اڑا تو اس نے کہا ''اے جنید! پرندے جب تک ذکر الٰہی میں مصروف رہتے ہیں اس وقت تک کسی بھی جال میں نہیں پھنستے لیکن جونہی وہ ذکر الٰہی سے غافل ہوتے ہیں تو فوراً قید میں مبتلا ہوجاتے ہیں'' پھر وہ پرندہ کہنے لگا ''میں تو ایک ہی مرتبہ ذکر الٰہی سے غافل ہوا تھا کہ اس کی سزا میں برسوں قید رہا'' ہائے جنید! ان لوگوں کی قید کا زمانہ کتنا طویل ہوگا جو مدتوں تک ذکر الٰہی سے غافل رہتے ہیں۔

اے جنید! میں آپ کے سامنے وعدہ کرتا ہوں کہ اب کبھی ذکر الٰہی سے غافل نہیں ہوؤں گا۔ یہ کہہ کر وہ پرندہ اُڑ گیا اس کے بعد بھی کبھی کبھی وہ پرندہ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس آتا تھا اور آپ کے دسترخوان پر بیٹھ کر اپنی چونچ سے کچھ کھاتا تھا جب حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو آپ کے ساتھ وہ پرندہ بھی تڑپ کر زمین پر گر پڑا اور مرگیا۔ لوگوں نے اس پرندے کو بھی آپ رحمتہ اللہ علیہ کیساتھ دفن

کردیا۔ کچھ دنوں کے بعد کسی مرید نے حضرت کو خواب میں دیکھا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا رب العزت نے مجھے بخش دیا اور مجھ پر رحم فرمایا اور کہا تو نے ایک پرندے پر اس کے ذکر الٰہی کرنے کی وجہ سے رحم کیا ہم تجھ پر رحم فرماتے ہیں۔

اس واقعہ میں ان لوگوں کیلئے عبرت کا سامان موجود ہے جو ہر وقت ذکر الٰہی سے غافل رہ کر اپنی زبانوں سے لہو و لعب کے کلمات کی ادائیگی میں لگے رہتے ہیں۔

❀❀❀

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ پر ایک بے بنیاد اتہام کا جواب

مفتی محمد نظام الدین قادری

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں سوال ہے کہ ایک مسجد کے امام صاحب جو کہ سنی ہیں اور حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ سے بیعت بھی ہیں لیکن ان کا کہنا ہے کہ آج جو لوگوں کے اندر ذات یعنی (کاسٹ) کی جو جنگ چھیڑی ہے کہ ہم خان ہیں ہم انصاری ہیں وہ شیخ ہیں فلاں قریشی ہے تو ذات برادری کی جو جنگ ہے یہ امام احمد رضا خان نے چھیڑی ہے اس بات میں کتنی سچائی ہے؟ جواب عنایت فرمائیں اور یہ بھی بتائیں کہ امام صاحب پر کیا حکم نافذ ہوگا؟۔سائل: محمد جمشید رضوی بہار

الجواب: سخت حیرت کا مقام ہے کہ اپنے آپ کو حضور تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ کا مرید بتانے والا ذات برادری کی جنگ چھیڑنے کا بے بنیاد اتہام شیخ الاسلام والمسلمین، مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کی عظیم شخصیت پر لگانے کی جسارت کر رہا ہے۔اس کو اتنا سمجھنا چاہیے کہ اس بے بنیاد اتہام و بہتان سے اس کے پیر و مرشد حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو ناراضگی ہوگی۔اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے تو اسلامی افکار ونظریات سے متصادم ذات برادری کے نیچ اونچ کے بے بنیاد خیال کا زبردست رد کیا ہے وہ

توقوم کے بھنگی کو بھی مسجد میں نماز نہ پڑھنے دینے یا ان کے لیے الگ صف بندی کرنے کی سوچ رکھنے والوں کا دلائل و براہین کی روشنی میں رد بلیغ کرتے ہیں۔فتاوی رضویہ شریف کا درج ذیل سوال اور جواب پڑھیے:

مسئلہ: ”مسلمان حلال خور (یعنی: بھنگی صفائی کا کام کرنے والی) جو پنج وقتہ نماز پڑھتا ہو، اس طرح پر کہ اپنے پیشہ سے فارغ ہو کر غسل کر کے طاہر کپڑے پہن کر مسجد میں جائے، تو وہ شریک جماعت ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اور اگر جماعت میں شریک ہو تو کیا پچھلی صف میں کھڑا ہو یا جہاں اس کو جگہ ملے یعنی اگلی صف میں بھی کھڑا ہوسکتا ہے؟ اور اس طرف بعد نمازِ صبح و بعد نمازِ جمعہ نمازی آپس میں مصافحہ کرتے ہیں۔تو کیا وہ بھی مسلمانوں سے مصافحہ اور مسجد کے لوٹوں سے وضو کر سکتا ہے؟ اور جو حلال خور اپنا پیشہ نہ کرتا ہو صرف جاروب کشی بازار وغیرہ کی کرتا ہو اس کے واسطے شرع شریف کا کیا حکم ہے؟ ہر دو صورتوں میں جو حکم شرع شریف کا ہو اس سے اطلاع بخشئے۔بینوا توجروا!

الجواب: بیشک شریکِ جماعت ہوسکتا ہے۔اور بیشک سب سے مل کر کھڑا ہوگا۔ اور بے شک صف اول یا ثانی میں جہاں جگہ پائے گا قیام کرے گا۔کوئی شخص بلا وجہِ شرعی کسی کو مسجد میں آنے یا جماعت میں ملنے یا پہلی صف میں شامل ہونے سے ہرگز نہیں روک سکتا، اللہ عزوجل فرماتا ہے:” ان المسٰجد للہ“۔بے شک مسجدیں خاص اللہ کے لیے ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:” العباد عباد اللہ“۔بندے سب اللہ کے بندے ہیں۔

جب بندے سب اللہ کے، مسجدیں سب اللہ کی، تو پھر کوئی کسی بندے کو مسجد کی کسی جگہ سے بے حکمِ الٰہی کیوں کر روک سکتا ہے؟ اللہ عزوجل نے کہ ارشاد فرمایا: ”وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ یُّذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ“ اس سے زیادہ ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو روکے ان میں خدا کا نام لینے سے۔

اس میں کوئی تخصیص نہیں ہے کہ بادشاہ حقیقی عز جلالہ کا یہ عام دربار، خاں صاحب، شیخ صاحب، مغل صاحب یا تجار زمیندار معافی دار ہی کے لئے ہے۔کم قوم یا ذلیل پیشہ

والے نہ آنے پائیں، علماء جو ترتیبِ صفوف لکھتے ہیں اس میں کہیں قوم یا پیشہ کی بھی خصوصیت ہے؟ ہرگز نہیں۔ وہ مطلقاً فرماتے ہیں: ''یصف الرجال، ثم الصبیان، ثم الخناثی، ثم النساء'' یعنی: صف باندھیں مرد، پھر لڑکے، پھر خنثی پھر عورتیں۔

بیشک زبّال یعنی پاخانہ کمانے والا یا کنّاس یعنی جاروب کش (جھاڑو دینے والا) مسلمان، پاک بدن پاک لباس جبکہ مرد بالغ ہو تو وہ اگلی صف میں کھڑا ہو جائے گا اور خان صاحب اور شیخ صاحب مغل صاحب کے لڑکے پچھلی صف میں۔ جو اس کا خلاف کرے گا حکم شرع کا عکس کرے گا۔ شخص مذکور جس صف میں کھڑا ہوا گر کوئی صاحب اسے ذلیل سمجھ کر اس سے بچ کر کھڑے ہوں گے کہ بیچ میں فاصلہ رہے وہ گنہگار ہوں گے، اور اس وعیدِ شدید کے مستحق کہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:'' من قطع صفا قطعه الله''۔ جو کسی صف کو قطع کرے اللہ اسے کاٹ دے گا۔

اور جو متواضع مسلمان صادق الایمان اپنے رب اکرم و نبی اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم بجا لانے کو اس سے شانہ بشانہ خوب مل کر کھڑا ہوگا اللہ عزوجل اس کا رتبہ بلند کرے گا اور وہ اس وعدہ جمیلہ کا مستحق ہوگا کہ حضور انور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: من وصل صفّا وصله الله۔ جو کسی صف کو وصل کرے گا اللہ اسے وصل فرمائے گا۔

دوسری جگہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ''الناس بنو ادم، وادم من تراب''۔ لوگ سب آدم کے بیٹے ہیں اور آدم مٹی سے۔

رواہ ابوداؤد والترمذی وحسنہ والبیہقی بسند حسن عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

دوسری حدیث میں ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ، وَاَنَّ اَبَاكُمْ وَاحِدٌ، اَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى اَعْجَمِيٍّ، وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلٰى عَرَبِيٍّ، وَلَا لِاَحْمَرَ عَلٰى اَسْوَدَ، وَلَا لِاَسْوَدَ عَلٰى اَحْمَرَ اِلَّا بِالتَّقْوٰى۔ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللهِ اَتْقٰكُمْ

اے لوگو! بیشک تم سب کا رب ایک اور بیشک تم سب کا باپ ایک، سن لو کچھ بزرگی نہیں عربی کو عجمی پر، نہ عجمی کو عربی پر، نہ گورے کو کالے پر، نہ کالے کو گورے پر مگر

پرہیز گاری سے، بیشک تم میں بڑے رتبے والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے
(رواہ البیہقی عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

ہاں! اس میں شک نہیں کہ زبّالی شرعاً مکروہ پیشہ ہے، جبکہ ضرورت اس پر باعث نہ ہو، مثلاً جہاں نہ کافر بھنگی پائے جاتے ہوں، جو اس پیشہ کے واقعی قابل ہیں، نہ وہاں زمین مثلِ زمینِ عرب ہو کہ رطوبت جذب کرلے ایسی جگہ اگر بعض مسلمین، مسلمانوں پر سے دفعِ اذیت وتنظیفِ بیوت وحفظِ صحت کی نیت سے اسے اختیار کریں تو مجبوری ہے۔ اور جہاں ایسا نہ ہو تو بیشک کراہت ہے؛ لتعاطی النجاسات من دون ضرورۃ۔ وہ بھی ہرگز حدِّ فسق تک منتہی نہیں، فتح القدیر وفتاوٰی عالمگیری میں ہے:

اما شہادۃ اھل الصناعات الدنیئۃ کالکساح والزبال والحائك والحجام فالاصح انھا تقبل؛ لانھا قد تولاھا قوم صالحون، فما لم یعلم القادح لایبنی علی ظاھر الصناعۃ۔

مگر ان قوم دار حضرات کا اس سے تنفر ہرگز اس بنا پر نہیں کہ یہ ایک امر مکروہ کا مرتکب ہے۔ وہ تنفر کرنے والے حضرات خود صدہا امور محرمات وگناہ کبیرہ کے مرتکب ہوتے ہیں، تو اگر اس وجہ سے نفرت ہو تو وہ زیادہ لائقِ تنفر ہیں ان صاحبوں کی صفوں میں کوئی نشہ باز یا قمار باز یا سود خوار شیخ صاحب تجار یا رشوت ستاں مرزا صاحب عہدہ دار آکر کھڑے ہوں تو ہرگز نفرت نہ کریں گے۔ اور اگر کوئی کپتان یا کلکٹر صاحب یا جنٹ مجسٹریٹ صاحب یا اسسٹنٹ کمشنر صاحب یا جج ماتحت صاحب آکر شامل ہوں تو ان کے برابر کھڑے ہونے کو تو فخر سمجھیں گے حالانکہ اللہ ورسول کے نزدیک یہ افعال اور پیشے کسی فعل مکروہ سے بدرجہا بدتر ہیں، واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل

درمختار وغیرہ میں ذلیل پیشہ کا ذکر کرکے فرمایا: "واما اتباع الظلمۃ فاخسّ من الکل۔

تو ثابت ہوا کہ ان کی نفرت خدا کے لئے نہیں، بلکہ محض نفسانی آن بان اور رسمی تکبر کی شان ہے، تکبر ہر نجاست سے بدتر نجاست ہے۔ اور دل ہر عضو سے شریف تر عضو۔

افسوس کہ ہمارے دل میں تو یہ نجاست بھری ہو اور ہم اس مسلمان سے نفرت کریں جو اس وقت پاک صاف بدن دھوئے پاک کپڑے پہنے ہے، غرض جو حضرات اس بیہودہ وجہ کے باعث اس مسلمان کو مسجد سے روکیں گے وہ اس بلائے عظیم میں گرفتار ہوں گے جو آیت کریمہ میں گزری کہ اس سے زیادہ ظالم کون ہے، اور جو حضرات خود اس وجہ سے مسجد و جماعت ترک کریں گے وہ ان سخت سخت ہولناک وعیدوں کے مستحق ہوں گے جو ان کے ترک پر وارد ہیں۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”الجفاء کل الجفاء، والکفر والنفاق من سمع منادی اللہ ینادی ویدعو الی الفلاح فلایجیبه۔“

ظلم پورا ظلم اور کفر اور نفاق ہے کہ آدمی مؤذن کو سنے کہ نماز کے لئے بلاتا ہے اور حاضر نہ ہو۔ رواہ الامام احمد والطبرانی فی الکبیر عن معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن۔

اور جو بندہ خدا اللہ عزوجل کے احکام پر گردن رکھ کر اپنے نفس کو دبائے گا اور اس مزاحمت و نفرت سے بچے گا مجاہدہ نفس و تواضع للہ کا ثوابِ جلیل پائے گا

بھلا فرض کیجئے کہ ان مساجد سے تو ان مسلمانوں کو روک دیا وہ مظلوم بیچارے گھروں پر پڑھ لیں گے، سب میں افضل واعلیٰ مسجد مسجد الحرام شریف سے انہیں کون روکے گا؟ اس مسلمان پر اگر حج فرض ہو تو کیا اسے حج سے روکیں گے؟ اور خدا کے فرض سے باز رکھیں گے یا مسجد الحرام سے باہر کوئی نیا کعبہ اسے بنا دیں گے کہ اس کا طواف کرے؟ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت بخشے، آمین!

اس تقریر سے ثابت ہو گیا کہ مسجد کے لوٹے جو عام مسلمانوں پر وقف ہیں ان سے وضو کو بھی اسے کوئی منع نہیں کر سکتا جبکہ اس کے ہاتھ پاک ہیں۔

رہا مصافحہ خود ابتدا کرنے کا اختیار ہے کیجئے یا نہ کیجئے۔

فان المصافحة بعد الصلوات علی الاصح من المباحات، والمباح لا یلام علی فعله ولا ترکه۔

مگر جب وہ مسلمان مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھائے اور آپ اپنے اس خیال بے معنی

پر ہاتھ کھینچ لیجئے تو بیشک بلا وجہِ شرعی اس کی دل شکنی، اور بیشک بلا وجہ شرعی مسلمان کی دل شکنی حرام قطعی۔ رسول للہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

من اٰذی مسلما فقد اٰذانی و من اٰذانی فقد اٰذی اللہ۔

جس نے کسی مسلمان کو ایذا دی اس نے بے شک مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے بیشک اللہ عزوجل کو ایذا دی۔

رواہ الطبرانی فی الاوسط عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند حسن۔ (فتاوی رضویہ ج ۳ ص ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ پر ذات برادری کی جنگ چھیڑنے کا اتہام لگانے والے کو مذکورہ بالا طویل اقتباس بار بار پڑھنا چاہیے۔ اگر وہ تعصب سے دور اور انصاف پسند ہوگا تو اس اعتراف پر مجبور ہوگا کہ اس عظیم ہستی پر میرا یہ اتہام سراسر غلط ہے۔

کیا ذات برادری کی جنگ چھیڑنے والے سے اس بات کی توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ کسی بھنگی یا جھاڑو لگانے والے سے خوب مل کر کھڑا ہونا باعث اجر وثواب بتائے اور اس سے دوری بنانا گناہ قرار دے۔ اور ایسے لوگ مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھائیں تو ان سے ہاتھ نہ ملانے کو حرام بتائے۔؟؟؟

ایک مثال اور ملاحظہ ہو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے ایک سید صاحب کے بارے میں سوال ہوا جن کا بعض لوگوں نے اس بنیاد پر بائیکاٹ کر دیا تھا کہ انھوں نے ایک چمار عورت کو مسلمان پردہ نشین بنا کر اس سے نکاح کر لیا تھا تو آپ نے جواب میں تحریر فرمایا:

''مسلمان کرنا باعث اجر عظیم ہے اور اس سے نکاح کرنا پردہ میں بٹھانا بھی کار خیر ہے اور اس بنا پر اسے برادری سے خارج کرنا ظلم ہے''۔ (فتاوی رضویہ ج ۵ ص ۱۶۸)

ہاں! شادی بیاہ کے معاملہ میں چوں کہ شریعتِ طاہرہ خوش گوار ازدواجی زندگی کے پیشِ نظر یہ چاہتی ہے کہ شوہر نسب یا پیشہ وغیرہ امور معتبرہ فی الکفاء میں بیوی سے کم تر نہ ہو اور یہ احادیثِ کریمہ سے ثابت ہے نیز گزشتہ کئی صدیوں سے اس کے قابلِ اعتبار ہونے میں ائمہ اعلام اور فقہائے عظام کی واضح تصریحات موجود ہیں۔ تو امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کو اس کا آغاز کرنے والا سمجھنا سخت حماقت و نادانی ہوگی۔

امام جلیل الشان برہان الدین فرغانی صاحب ہدایہ رحمہ اللہ تعالی تحریر فرماتے ہیں:

(الکفاءة فی النکاح معتبرة) قال علیه الصلاة والسلام ألا لا یزوج النساء إلا الأولیاء ولا یزوجن إلا من الأکفاء ولأن انتظام المصالح بین المتکافئین عادة لأن الشریفة تأبی أن تکون مستفرشة للخسیس فلا بد من اعتبارها ، بخلاف جانبها لأن الزوج مستفرش ، فلا تغیظه دناءة الفراش، (فقریش بعضهم أکفاء لبعض والعرب بعضهم أکفاء لبعض) والأصل فیه قوله علیه الصلاة والسلام قریش بعضهم أکفاء لبعض بطن ببطن ، والعرب بعضهم أکفاء لبعض قبیلة بقبیلة ، والموالی بعضهم أکفاء لبعض رجل برجل (ہدایہ اولین: کتاب النکاح)

اپنے گردوپیش پر نظر دوڑائیں تو آپ کو آسانی سے ایسی مثالیں مل جائیں گی کہ مرد حد درجہ تعلیم یافتہ اعلی نسب اور متمول گھرانہ سے تعلق رکھنے کے باوجود کسی ان پڑھ کم نسب اور غریب عورت سے نکاح کر کے ایک خوش گوار ازدواجی زندگی گزار لیتا ہے۔لیکن ایسی مثالیں بڑی مشکل سے ملیں گی کہ ان اوصاف سے آراستہ کوئی خاتون کسی گنوار کم نسب اور مفلس مرد کو شوہر ماننے کے لیے اپنے آپ کو آمادہ کر سکے اس لیے شریعتِ طاہرہ نے اس امر کا لحاظ فرمایا کہ مرد عورت سے از روئے نسب اور پیشہ اتنا کم تر نہ ہو کہ ایسی شادی اولیائے زن کے لیے باعث ننگ و عار ہو اور تاحیات ایک ساتھ زندگی گزارنے کا پاکیزہ عقد اجیرن اور دشوار گزار بن جائے۔

پھر یہ بھی تو دیکھیے کہ ہندوستان میں عام طور پر مرد اور عورت دونوں کے لحاظ سے نسب پیشہ مالداری کا اعتبار ہوتا ہے۔یعنی جس طرح لڑکی کے لیے شوہر ڈھونڈھنے میں اسی خاندان، پیشہ وغیرہ امور کا لحاظ کیا جاتا ہے اسی طرح لڑکے کے لیے دلھن کی تلاش میں یہی امور ملحوظ اور پیشِ نظر ہوتے ہیں۔تو اگر اعلی حضرت علیہ الرحمہ ذات برادری کی جنگ کو فروغ دینے والے ہوتے تو آپ یہ بھی تحریر کرتے کہ لڑکی بھی نسب پیشہ وغیرہ امور معتبرہ فی الکفاء

میں لڑکے سے کم تر نہ ہو۔ کیا کوئی آپ کی تحریروں سے ہزار تلاش وجستجو کے بعد بھی ایک ایسی مثال پیش کرسکتا ہے کہ آپ نے نکاح کے سلسلے میں یہ تحریر فرمایا ہو کہ لڑکی کے لیے بھی یہ لحاظ ہے کہ وہ بالغ لڑکے سے کم تر نہ ہو۔ بلکہ اس کے برخلاف آپ تحریر فرماتے ہیں:

''عورت کے لیے کفاءت مرد بالاجماع ملحوظ جس کی بنا پر احکام مذکورہ متفرع ہوئے اور مرد بالغ کے حق میں کفاءت زن کا کچھ اعتبار نہیں کہ دناءت فراش وجہ غیظ مستفرش نہیں ہوتی (۵ / ۲۶۳)

نیز تحریر فرماتے ہیں:

''بالغ مرد کے لیے کفاءت کچھ شرط نہیں'' (فتاوی رضویہ ج ۵ ص ۱۶۸)

حاصل یہ کہ اعلی حضرت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کی طرف ذات برادری کی جنگ چھیڑنے کا الزام سراسر اتہام و بہتان ہے اور ایسا اتہام لگانے والا اگر مُتَعَنِّتْ (ضدی) نہیں تو جاہل ہے اور اگر جاہل نہیں تو متعنت ہے۔

رزقنا اللہ حسن الادب مع الائمۃ الاعلام والفقھاء العظام۔ وھو الموفق لکل خیر۔ و ھو سبحانہ و تعالی اعلم۔

کتبہ: محمد نظام الدین قادری: خادم درس و افتاء دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی۔

جمادی الاولی ۱۴۴۳ھ/ یکم جنوری ۲۰۲۲ء

❀❀❀

خواب سے متعلق اہلسنت کا عقیدہ

خواب کے متعلق اہلسنت کا عقیدہ یہ ہے کہ جیسے بیدراری میں دل کے خیالات یا الہام الٰہی ہوتے ہیں یا وسوسہ شیطانی یوں ہی خواب میں سونے والے کے دل کے خیالات ہی ہیں۔

حدیث شریف میں اچھی خواب کو نبوت کا چھیالیسواں حصہ ارشاد فرمایا گیا ہے۔ (متفق علیہ)

مزید فرمایا: مومن کی خواب پرندے کے پاؤں پر ہوتی ہے جب تک اسکی خبر نہ دی جائے، جب وہ بیان کردی جائے تو واقع ہو جاتی ہے۔[ترمذی] [مرآۃ، ج6،ص227]

سچے خواب الہام الٰہی ہیں جبکہ جھوٹے خواب وسوسہ شیطانی۔

ہمارے خواب رحمانی، نفسیاتی، شیطانی ہرطرح کے ہو سکتے ہیں۔مگر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے خواب رحمانی ہی ہوتے ہیں۔

حتیٰ کہ ان کے خوابوں پر شرعی احکام نازل ہوتے ہیں۔

دیکھو حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے خواب دیکھ کر اپنے شہزادے حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو فرمایا کہ

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْۤ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْۤ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَا ذَا تَرٰىؕ-قَالَ یٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ٘-سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ

(الصافات:102)

پھر جب وہ اس کے ساتھ کام کے قابل ہوگیا کہا اے میرے بیٹے میں نے خواب دیکھا کہ میں تجھے ذبح کرتا ہوں اب تو دیکھ تیری کیا رائے ہے کہا اے میرے باپ کیجئے جس بات کا آپ کو حکم ہوتا ہے خدا نے چاہا تو قریب ہے کہ آپ مجھے صابر پائیں گے۔

(ترجمہ: کنزالایمان)

دیکھو نماز کی اذان حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان کی خواب سے حضور جان جاناں صلی اللہ علیہ وسلم کے تصدیق فرما دینے کی وجہ سے جاری ہوئی۔ جو آج تک جاری ہے اور تا قیامت جاری رہے گی۔

ایک نہایت ہی اہم امر وہ یہ کہ جب کسی کو کوئی خواب آئے تو ہر شخص کی کوشش ہوتی ہے کہ میں اپنے خواب کی تعبیر جلد ہی کسی سے معلوم کرلوں۔لیکن یہاں ہم سے بہت بڑی غلطی سرزد ہوجاتی ہے وہ یہ کہ ہر ایک کو ہم اپنی خواب بیان کرنا شروع کردیتے ہیں۔ ہونا یہ چاہیے جب کسی کو کوئی خواب آئے تو وہ پہلے دیکھے کہ کسی کو کوئی برا خواب آئے تو اس کے شر سے اور شیطان کے شر سے اللہ کریم کی پناہ مانگے اور تین بار بائیں جانب تھوک

(دھتکارے) اور اسکی خبر کسی کو نہ دے تو وہ خواب اسے نقصان نہ دے گا۔

[متفق علیہ][مرآۃ المناجیح، ج6،ص218]

اور اگر اچھی خواب آئے تو اس کے بارے میں فرمایا:

یحدث بھا إلا لبیبا او حبیبا

خواب صرف اس سے بیان کرو جو عقلمند ہو یا جس سے تمہاری دوستی ہو۔

[ترمذی][مراۃ، ج6،ص227]

اب یہاں ایک اور اہم اور ضروری بات علقمند سے کیا مراد ہے اور دوست جس سے خواب بیان کرنی ہے وہ کیسا ہو۔

اس کے متعلق اور تعبیر کرنے کے متعلق حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔

اتنا سمجھ لو کہ خواب تعبیر سے پہلے ایک اڑتی ہوئی چڑیا ہے جو ظاہر نہیں ہوئی مگر تعبیر ہو جانے کی صورت میں ضرور واقع ہوتی ہے اور تعبیروں میں پہلی تعبیر کا اعتبار ہے بعد کی دی ہوئی تعبیر کا اعتبار نہیں۔

پہلی بار تعبیر لینے کیلئے اپنی خواب یا اپنے پیارے سے بیان کرو یا بہت سمجھدار سے جسے خواب کی تعبیر کا علم ہو، پیارا اگر تعبیر نہ جانتا ہوگا تو وہ تعبیر دے گا ہی نہیں، عالم تعبیر دے گا مگر درست۔ بے علم بے وقوف سے خواب نہ کہو کہ وہ غلط تعبیر دے کر تمہاری خواب بگاڑ دے گا۔

اس کی مزید وضاحت کیلئے ایک حکایت نقل کرتے ہیں۔

ایک عورت کا شوہر تلاش روزگار میں باہر گیا ہوا تھا۔ عورت نے خواب میں دیکھا کہ میرے خاوند کے منہ سے کوے نکل کر اڑ رہے ہیں۔ اس عورت نے اپنی پڑوسن سے اپنا خواب بیان کیا۔ وہ (اپنی طرف سے تعبیر کرتے ہوئے) بولی کہ کوے تو مردے کے منہ سے اڑتے ہیں، تیرا خاوند مر گیا ہے۔ اس کے بعد پھر وہ ایک عالم کے پاس گئی (اور اپنی خواب بیان کی) انہوں نے فرمایا کہ (اسکی تعبیر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ) تیرا خاوند

توپ خانہ کا مالک کر دیا گیا ہے۔

(لیکن) کچھ دنوں کے بعد اس کی موت کی خبر آ گئی۔تو پھر وہ اس عالم صاحب کے پاس گئی اور سارا ماجرا بیان کیا۔

عالم صاحب نے فرمایا کہ خواب کی پہلی تعبیر ہی ہوتی ہے،تو نے اس نادان عورت سے اپنی خواب کہہ کر (اسکی) تعبیر خراب کر لی۔

پھر مفتی صاحب علیہ الرحمہ مزید فرماتے ہیں:

کیونکہ خواب باہر کبھی بری ہوتی ہے لیکن درحقیقت اچھی،کبھی برعکس۔

اس لیے خواب اہل علم وفن تعبیر جاننے والے سے کہو،جو حقیقت تک پہنچ سکیں۔

دشمن اپنی عداوت سے، بے وقوف اپنی حماقت سے اچھی خواب کو بری کر دے گا، بری خواب کی تعبیر ہی نہ دے، (بلکہ) کچھ صدقہ دلوادے۔

[مراۃ المناجیح، ج:6،ص:228،مکتبہ اعلی حضرت]

لہٰذا ہماری خواب دو حال سے خالی نہیں ہوگی یا تو بری ہوگی یا اچھی۔

بری خواب آئے تو لاحول ولاقوۃ۔۔۔الخ پڑھ کر بائیں کندھے پر تین بار دھتکار دیں، اللہ کریم سے پناہ مانگیں اور کسی سے بھی بیان نہ کریں۔

اور اگر اچھی خواب آئے تو ہر ایک اس کا اہل نہیں ہوتا کہ اس کو خوابیں بیان کر دی جائیں بلکہ اس کا پورا ایک فن ہوتا ہے اور اس کے ماہرین (علماء کرام) سے ہی خواب بیان کرنی چاہیے۔ نہیں تو مذکورہ حکایت جس میں عورت کو خواب کچھ آئی تعبیر غلط دی گئی تو وہ واقع ہوگئی۔حالانکہ ایک عالم سے دریافت کرنے پر پتہ چلا کہ اس کی تو یہ (اچھی) تعبیر نکل رہی ہے۔لیکن خواب پہلے ہی کسی جاہل سے بیان کر کے تعبیر لے لی گئی اور نقصان کا سامنا کرنا پڑا۔

اگر ہم پہلے ہی کسی فن تعبیر کے ماہر عالم کو اپنی اچھی خواب بیان کر کے تعبیر لیں تو امید ہے کہ نقصان کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔

اور آخری بات کہ ضروری نہیں کہ اب ہر عالم ہی اس فن کا ماہر ہو بلکہ یہ ایک ایسا علم ہے جو اللہ کی ایک خاص عطا ہوتی ہے۔دیکھو

حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی جب بھی کوئی خواب دیکھتے تو اس کی تعبیر امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ جو اجل تابعین میں سے ہیں، سے پوچھتے۔

اللہ کریم ہمیں بھی عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

❀❀❀

وقت کا کھیل......

1998 میں کوڈک میں ایک لاکھ ستر ہزار ملازمین کام کر رہے تھے۔ وہ دنیا میں 85% فوٹو پیپر فروخت کرتے تھے۔ کچھ سالوں میں ڈیجیٹل فوٹوگرافی نے انہیں بازار سے نکال دیا۔ کوڈک دیوالیہ ہو گیا۔ اس کے تمام ملازمین سڑک پر چلے گئے۔ ان سب کے معیار میں کوئی کمی نہیں تھی۔ پھر بھی وہ مارکیٹ سے باہر۔ وجہ؟! وقت کے ساتھ ساتھ وہ تبدیل نہیں ہوئے۔ آنے والے 10 سالوں میں دنیا پوری طرح سے تبدیل ہو جائے گی..

آج چلنے والی صنعتوں میں سے 70 سے 90 فیصد بند ہو جائیں گی۔ چوتھے صنعتی انقلاب میں خوش آمدید......

اوبر (Uber) صرف ایک سافٹ ویئر ہے اپنی ایک بھی کار نہ ہونے کے باوجود وہ دنیا کی سب سے بڑی ٹیکسی کمپنی ہے۔

ایئر بی این بی (Air BNB) دنیا کی سب سے بڑی ہوٹل کمپنی ہے حالانکہ ان کے پاس اپنا کوئی ہوٹل نہیں ہے۔ پیٹیم، اولا ٹیکس، اویو کمرے جیسے بہت ساری مثالوں میں ہیں۔

اب امریکہ میں نوجوان وکلاء کے لئے کوئی کام باقی نہیں ہے۔ کیونکہ آئی بی ایم واٹسن IBM Watson سافٹ ویئر ایک لمحے میں بہتر قانونی مشورے دیتا ہے۔

اگلے 10 سالوں میں 90 فی صد امریکی وکیل بے روزگار ہو جائیں گے۔ جو لوگ 10 بچ جائیں گے وہ سپر ماہر ہوں گے۔

واٹسن نامی سافٹ ویئر انسانوں کے مقابلے میں کینسر کی تشخیص 4 گنا زیادہ درست طریقے سے انجام دیتا ہے۔ 2030 تک کمپیوٹر انسانوں سے زیادہ ذہین ہوں گے۔

اگلے 10 سالوں میں 90 کاریں پوری دنیا کی سڑکوں سے غائب ہوجائیں گی۔ جو بچ جائیں گی وہ یا تو الیکٹرک کاریں ہوں گی یا ہائبرڈ۔

سڑکیں خالی ہوں گی، پٹرول کی کھپت میں 90 فیصد کمی واقع ہوگی تمام عرب ممالک دیوالیہ جائیں گے۔

آپ کو اوبر جیسے سافٹ ویر سے کار مل جائے گی۔ کچھ ہی لمحوں میں ڈرائیور لیس گاڑی آپ کے دروازے پر کھڑی ہوگی۔ اگر آپ اسے کسی کے ساتھ شیئر کر لیتے ہیں تو وہ سواری آپ کو موٹر سائیکل سے بھی سستی ہوگی۔

کاروں کے ڈرائیور لیس (Driverless) ہونے کی وجہ سے 99 فیصد حادثات ختم ہوجائیں گے۔

زمین پر ڈرائیور جیسا کوئی روزگار نہیں چھوڑا جائے گا۔ جب 90 فیصد کاریں شہروں اور سڑکوں سے غائب ہوجائیں گی۔ تو ٹریفک اور پارکنگ جیسے مسائل خود بخود ختم ہوجائیں گے۔ کیونکہ ایک کار 20 کاروں کے برابر ہوگی۔

5 یا 10 سال پہلے ایسی کوئی جگہ نہیں تھی جہاں پی سی او (PCO) نہ ہو۔ پھر جب موبائل فون سب کی جیب میں آیا۔ تو پی سی او بند ہونا شروع ہوگئے۔ وہ تمام پی سی او والے لوگوں نے فون کا ریچارج بیچنا شروع کر دیا۔

اب یہاں تک کہ ری چارج آن لائن بھی شروع کر دیا گیا ہے۔ آج کل مارکیٹ میں ہر تیسری دکان پر موبائل فون ہیں۔ فروخت، خدمت، ریچارج، لوازمات، مرمت، بحالی وغیرہ وغیرہ۔

اب سب کچھ اے ٹی ایم سے کیا جا رہا ہے۔ اب لوگوں نے اپنے فون سے ہی ریلوے ٹکٹ بک کرنا شروع کر دی ہیں۔ اب پیسوں کا لین دین بھی تبدیل ہو رہا ہے۔

کرنسی نوٹ کو پہلے پلاسٹک منی (اے ٹی ایم کارڈ) نے تبدیل کیا تھا۔اب یہ ڈیجیٹل ہو گئی ہے۔ دنیا بہت تیزی سے بدل رہی ہے۔آنکھیں اور کان کھلے رکھیں ورنہ آپ پیچھے رہ جائیں گے۔وقت کے ساتھ ساتھ تبدیل ہونے کے لئے تیار رہیں۔لہٰذا۔۔

ہر ایک شخص کو چاہئے کہ وہ وقت گزرنے کے ساتھ اپنے کاروبار کی نوعیت کو بھی بدلتا رہے۔کاروبار کو وقت کے ساتھ ساتھ اپ گریڈ کریں۔وقت کے ساتھ آگے بڑھیں اور کامیابی حاصل کریں۔

تاکہ اچھا وقت گذاریں۔ جاگیرداراور سیاستدانوں پر نوکریوں کے لیئے مت بھروسہ کریں۔اپنے بل بوتے پر وہ سب کچھ کر جائیں جسکے کرنے سے آپ ابرومندانہ زندگی کا سفر طے کرسکیں۔

غافل نوجوانوں کے مغالطے

منیر احمد اشرفی

حضرتِ سیّدنا ابوطَیِّب طاہر طَبَری شافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی 100 سال سے زائد عمر میں بھی ذہنی وجسمانی لحاظ سے تَنْدُرست اور توانا تھے۔آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے کسی نے صحت کا راز پوچھا تو ارشاد فرمایا: میں نے جوانی میں اپنی جسمانی صلاحیتوں کو گُناہ سے محفوظ رکھا اور آج جب میں بوڑھا ہو گیا ہوں تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے انہیں میرے لئے باقی رکھا ہے۔

[مجموعہ رسائل ابن رجب، نور الاقتباس، ج3 ص100 ملخصاً]

[ماہنامہ فیضان مدینہ، مئی/ جون 2018ء]

یقیناً جو باجماعت نمازیں ادا کرتے ہیں ان سے یہ حقیقت کوئی ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ نمازیوں کی ایک ہی نامکمل صف تھی، اور اس میں بھی زیادہ تر بوڑھے افراد ہی نظر آئے ان میں سے کچھ تو زیادہ ہی ضعیف العمر تھے۔لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ نوجوان کم

ہی نظر آئے بلکہ یوں کہیے کہ نو جوان چار پانچ ہی نظر آئے جبکہ ضعیف العمر افراد کی اکثریت دیکھنی میں آئی۔

اے غافل نو جوان! خواب غفلت سے بیدار ہو جا چوکنا ہو جا اور دیکھ کے تو کیسی بے راہ روی اختیار کر چکا، باز آ جا اس سے پہلے کہ موت آ جائے اور اپنے دل کو یوں جھوٹی تسلیاں نہ دے کہ یہ بوڑھے بابے تو گھروں سے تنگ ہوتے ہیں ان کی تو بہوئیں ان کو گھروں میں ٹکنے نہیں دیتیں ان کے بچے ان کی خدمت نہیں کرتے گھر میں ان کی کوئی سنتا نہیں تبھی تو یہ بوڑھے بابے مسجدوں کا رخ کرتے ہیں ہر بوڑھے فرد کے بارے میں ایسی قیاس آرائیاں نہ کیا کر کہ یہ تو گھر بار سے تنگ ہے۔

بلکہ اوپر جو حضرتِ سیّدنا ابوطَیِّب طاہر طَبَری شافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی والا واقعہ بیان ہوا اس واقعے میں خوب خوب غور و فکر و تدبر و تفکر کر اور دیکھ کہ تو کس نتیجے پر پہنچتا ہے۔

تو قیاس آرائیاں کر رہا ہے کہ یہ تو گھر سے تنگ ہے ہو سکتا ہے کہ اس نے بھی اپنی جوانی کو اپنے رب تعالیٰ جل شانہ کی اطاعت و فرمانبرداری میں ہی گزارہ ہو۔

تبھی تو رب تعالیٰ جل شانہ نے آج بھی اس کو یہ توفیق عطا فرمائی ہے کہ وہ اس کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے۔

لیکن تو اپنے آپ کو جھوٹی تسلیاں دے کر خوش ہو رہا ہے کہ میں تو ابھی جوان ہوں۔

بوڑھے ہو کر ہی توبہ کریں گے، بوڑھے ہو کر ہی صوم و صلوٰۃ کی پابندی کریں گے۔

بوڑھے ہو کر ہی مسجدوں کا رخ کریں گے، بوڑھے ہو کر ہی ہاتھوں میں تسبیح لیے وردو وظائف کرتے رہیں گے۔

اے غافل نو جوان! ہو سکتا ہے کہ تجھے اتنی مہلت ہی نہ ملے، ہو سکتا ہے کہ دنیا میں یہ تیرا آخری دن ہو، ہو سکتا ہے کہ یہ تیری آخری رات ہو اور تو بڑھاپے کی امید لگا کر رات کو سوئے اور صبح تو قبر میں ہو اس لیے فقیر اکثر یہ بات عرض کرتا ہے کہ اگر تو نو جوان ہو کر فجر جماعت سے نہیں پڑھتا بلکہ گرم بستر میں ہی پڑا رہتا ہے یہاں تک کہ تیری نماز فجر قضاء ہو

جاتی ہے۔

تو وہ جھکی کمر والا، کانپتے ہاتھوں والا، کمزور نظر والا، نحیف و لاغر جسم والا اور کانپتی آواز والا بوڑھا تجھ سے ہزاروں گنا زیادہ بہتر ہے جو صبح صبح اذانوں سے بھی پہلے نیند سے بیدار ہوتا ہے۔اور سخت سردی میں نماز کیلئے وضو کرتا ہے پھر تہجد پڑھتا ہے پھر قرآن پڑھتا ہے اتنے میں اذان ہو جاتی ہے وہ مسجد کا رخ کرتا ہے پھر فجر جماعت سے پڑھتا ہے پھر قرآن پڑھتا ہے اے غافل نوجوان بتا تو کیا کرتا ہے؟ تو نے بس موبائل فون پکڑ لیا اور اپنے وقت کو ضائع کرتا رہا ساری ساری رات گناہوں میں بسر کرتا رہا اپنے ہاتھوں سے اپنی جوانی ضائع کرتا رہا اپنے ہاتھوں سے اپنے لیے جہنم کی آگ خریدتا رہا۔

جتنا وقت تو نے موبائل کو دیا اگر اتنا وقت تو نے قرآن کو دیا ہوتا تو آج تو بھی قرآن کا حافظ ہوتا آج تو بھی قرآن کا بہترین قاری ہوتا آج تو بھی بہترین عالم ہوتا اور نہیں تو کم از کم آج تو بھی معاشرے کا ایک بہترینفرد ہوتا آج تیرے چہرے پر بھی نور ہوتا۔

(اس بات میں ایک عجیب اشارہ ہے۔سمجھنے والے سمجھ جائیں گے کہ آج کے اکثر جوانوں کے چہروں پر رونق کیوں نہیں۔اکثر کے چہروں پر نور نہیں۔عقل مندرا اشارہ کافی است)۔

میدانِ محشر میں کتابِ زندگی ہمارے سامنے کُھلے گی اور ہمیں اپنے ہر فعل (کام) کا حساب دینا ہوگا۔

حضور رحمت عالم نور مجسم شہنشاہ بنی آدم رسول محتشم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم کے ایک فرمان عالیشان کے مطابق قیامت کے دن ایک سوال یہ بھی ہوگا کہ جوانی کن کاموں میں صرف کی"۔

[ترمذی، رقم الحدیث: 2424 ماخوذاً][ماہنامہ فیضان مدینہ، مئی/جون 2018ء]

میرے آقا اعلیحضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت، پروانۂ شمع رسالت، کشتۂ عشق ومحبت الشاہ، سیدی وسندی امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی قدس سرہ العزیز ایسے نوجوانوں کو جھنجھوڑتے ہوئے فرماتے ہیں

دن لہو میں کھونا تجھے، شب صبح تک سونا تجھے
شرمِ نبی خوفِ خدا، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
رزقِ خدا کھایا کیا، فرمانِ حق ٹالا کیا
شکرِ کرم ترسِ سزا، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

بڑھاپا آنے کی امید پر جوانی میں عمل کو ترک نہ کر کیا کسی قبرستان کے باہر تو نے کبھی لکھا ہوا دیکھا ہے کہ یہ قبرستان فقط بڑھاپے کی حالت میں مرنے والوں کیلئے مختص ہے؟ کیا تو نے اپنے ہاتھوں سے کئی شیر جوانوں کے جنازے نہیں اٹھائے؟

کیا تو نے اپنے ان ہاتھوں سے دلیر و جوانمرد و طاقتور جوانوں کو قبروں میں نہیں اتارا؟

کیا تو نے اپنے ان ہاتھوں سے کئی کئی جوانوں کو قبر میں اتار کر پھر ان پر مٹی نہیں ڈالی؟

کرے توبہ رب کی رحمت ہے بڑی
قبر میں ورنہ سزا ہو گی کڑی

اللہ کریم کی پاک بارگاہ میں التجا کرتے ہیں کہ مرتے دم تک ہمیں اپنی پاک بارگاہ میں جھکنے کی اپنی پاک بارگاہ میں سجدہ ریز ہونے کی توفیق عطا فرمائے

ہمیں پنجگانہ نماز باجماعت پہلی صف میں تکبیر اولی کے ساتھ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات اللہ کریم ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبھوبارك وسلم

❀❀❀

لوحِ محفوظ کے بارے میں عقائد و معلومات

محمد ذاکر حسین قادری

آپ نے "لوحِ محفوظ" کا ذِکر کئی بار سُنا ہوگا لیکن یہ کیا ہے؟ کس چیز سے بنی ہے؟ کہاں ہے؟ اِس کی معلومات بہت کم لوگوں کو ہوتی ہیں۔

اِس مضمون میں لوحِ محفوظ کے بارے میں کچھ ضروری معلومات پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے

نام اور وجہ تسمیہ "لَوح" عربی زبان میں تختی کو کہتے ہیں، اسے لوحِ محفوظ، اُمّ الکتاب اور کتابِ مَکْنون بھی کہا جاتا ہے،

شیاطین کی دَسترَس (پہنچ) اور کمی بیشی سے پاک ہونے کی وجہ سے اِسے لوحِ محفوظ (محفوظ تختی) کا نام دیا گیا ہے۔

(تفسیرِ بغوی، ج4،ص440،پ30، البروج،تحت الآیۃ:22۔تفسیرِ بیضاوی، ج5،ص292، پ27، الواقعۃ،تحت الآیۃ:78)

عقیدہ

لوحِ محفوظ اور قلم پر ایمان رکھنا واجب وضروری ہے، جیسا کہ امام ابوجعفر طَحاوی حنفی رحمۃ اللّٰہ علیہ فرماتے ہیں:

نُؤمِنُ بِاللَّوحِ وَالْقَلَمِ، وَ بِجَمِیْعِ مَافِیْہِ قَدْ رُقِمَ

یعنی ہم لوح اور قلم اور ان تمام امور پر ایمان لاتے ہیں جو اس لوح میں لکھ دیئے گئے ہیں۔(شرح العقیدۃ الطحاویۃ،ص263)

لوحِ محفوظ عرش کی دائیں (سیدھی) جانب ہے!۔

(تفسیرِ قرطبی، ج10،ص210،پ30، البروج،تحت الآیۃ:22)

حضرتِ سیِّدُنا ابنِ عبّاس رضی اللّٰہ عنہما نے فرمایا:

اللہ عزوجل نے لوحِ محفوظ کو پیدا فرمایا، اس کی لمبائی ایک سو سال کی مَسافت (فاصلہ، دُوری) تھی (العظمۃ لابی الشیخ، ص86، رقم:223)

تفسیرِ ابنِ کثیر میں ہے کہ لوحِ محفوظ کی چوڑائی مشرق ومغرب کے فاصلے کے برابر ہے۔(ابن کثیر، ج8، ص367، پ30، البروج، تحت الایۃ:22)

لوحِ محفوظ کس چیز سے بنی ہے؟

لوح وقلم ان اشیاء میں سے ہیں جن کی حقیقی کیفیت اللہ عزوجل اور اس کے بتائے سے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی جانتے ہیں، البتہ احادیث میں کچھ کیفیات کا بیان ملتا ہے۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لوحِ محفوظ سفید موتی سے بنی ہے، اس کے صفحات سرخ یاقوت کے ہیں، اس کا قلم نور اور کتابت (لکھائی) بھی نور ہے۔(حلیۃ الاولیاء، ج4، ص338)

لوحِ محفوظ کے بارے میں اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

(بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌ(۲۱) فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ(۲۲))

بلکہ وہ کمال شَرَف والاقرآن ہے لَوحِ محفوظ میں۔(ترجمۂ کنزالایمان)

(پ30، البروج:22،21)

تفسیرِ قرطبی میں اسی آیت کریمہ کی تفسیر میں ہے کہ عُلَمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین لکھتے ہیں:

لوحِ محفوظ میں مخلوق کی تمام اَقسام اور ان کے مُتعلِّق تمام اُمور مَثلاً موت، رِزْق، اَعمال اور اس کے نتائج اور ان پر نافِذ ہونے والے فیصلوں کا بیان لکھا ہے۔

(تفسیرِ قرطبی، ج10، ص210، پ30، البروج، تحت الآیۃ:22)

لوحِ محفوظ میں جو کچھ لکھا ہے، اسے قضا وتقدیر بھی کہتے ہیں۔

بچے بستر پر پیشاب کیوں کرتے ہیں؟

حکیم میلاد رضا رضوی

اکثر دیکھا گیا ہے کہ چھوٹے بچے بستر گیلا کر دیتے ہیں لیکن ایسا بھی ہوتا ہے کہ اکثر بڑے بچے جو سمجھدار بھی ہوں وہ بستر گیلا کر دیتے ہیں جو یقیناً ماں باپ کے لیے اور خود بچے کے لیے پریشانی کا باعث بنتا ہے۔ ایسا کیوں ہوتا ہے کہ بچے بستر گیلا کر دیتے ہیں۔

اس مرض میں لڑکیوں کی نسبت زیادہ لڑکے مریض ہوتے ہیں۔ جن بچوں کے پیشاب کی بو آتی ہو یا بستر پر پیشاب کا داغ پڑ جاتا ہو یہ سوزش گردہ و مثانہ کی وجہ سے ہے چونکہ بچوں کا دماغ مرطوب ہوتا ہے اس لیے ان کو گہری نیند آتی ہے اور صفراوی سوزش کی وجہ سے پیشاب بستر پر نکل آتا ہے۔

اس کے علاوہ پیٹ کے کیڑے، عصبی کمزوری، ڈر، خوف بھی بستر پر پیشاب کا باعث بنتا ہے۔ کچھ بچے عادتاً بھی بستر گیلا کر دیتے ہیں۔

علاج

چائے کا ایک کپ بنا کر اس میں اتنا ہی پانی ملائیں اور بچے کو دن میں تین چار بار پلائیں چند روز میں بچہ بستر پر پیشاب کرنا چھوڑ دے گا۔

کالے تِل لے کر ان کو بھون لیں۔ پھر تلوں کو گُڑ میں ملا کر لڈو بنائیں اور صبح شام تلوں ں کے لڈو کھلائیں۔ اس سے بچہ پیشاب نہیں کرے گا۔

ایک عدد چھوہارا لے کر اس کی گٹھلی نکال لیں اور چھوہارے کو دو سو گرام دودھ میں ڈال کر اتنا جوش دیں کہ چھوہارا اچھی طرح پھول جائے پھر دودھ ٹھنڈا کر کے بچے کو پلائیں۔ ہر روز ایک بار یہ دودھ دیں۔ کچھ دنوں میں بچہ بستر پر پیشاب کی عادت ترک کر

دے گا۔

آملہ کا چھلکا دس گرام زیرہ دس گرام شہد بیس گرام

آملہ اور زیرہ کا سفوف بنا کر اس میں شہد مکس کر لیں۔ چھ گرام رات کو سوتے وقت استعمال کریں۔ کم از کم بیس دن استعمال کریں۔

گڑ کی ریوڑیاں کھانے سے بھی بچوں کو فرق پڑتا ہے۔

دھلے ہوئے تل سو گرام ناریل ڈھائی سو گرام منقہ ڈھائی سو گرام

ناریل اور منقہ کو باریک پیس لیں اب اس میں تل شامل کر کے چھوٹے چھوٹے لڈو بنا لیں۔ صبح نہار منہ بچے کو ایک لڈو دیں اور پھر پندرہ منٹ بعد ناشتہ دیں۔

بچے سے محبت سے پیش آئیں۔

اکثر مائیں جب بچے بستر پر پیشاب کرتے ہیں تو شدید ردعمل کا اظہار کرتی ہیں۔ کچھ مائیں تو ہاتھ اٹھانے سے بھی گریز نہیں کرتیں۔ سچ تو یہ ہے کہ بستر گیلا کرنا بچے کے اپنے بس میں نہیں ہوتا۔ صرف گھریلو ٹوٹکے دے دینا ہی کافی نہیں ہوتا اس کے لیے آپ کو اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہیے کہ بچے کو اس صورت حال میں کس طرح پیش آنا ہے۔ اگر بچہ روزانہ بستر گیلا کرتا ہے تو آپ کو وجہ جاننے کی ضرورت ہے۔ اکثر بچے کسی ڈر یا خوف کی وجہ سے بھی بستر گیلا کر دیتے ہیں۔

عیسائی عورت سے نکاح کرنا کیسا؟

مولانا احمد رضا عطاری

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے کے بارے میں کہ میرا نام آفاق ہے میں اسپین میں رہتا ہوں، میں نے یہاں نکاح کرنا ہے اور لڑکی عیسائی ہے، اُس کی کتاب کا نام بائبل ہے اور وہ لڑکی میرے دوسرے نکاح میں آنے کو تیار ہے کیا اُس

لڑکی کے ساتھ نکاح جائز ہے؟۔سائل: آفاق، اسپین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

وہ عورت جو محض غیر مسلم ہو مثلاً ہندو، آتش پرست وغیرہ (اہلِ کتاب نہیں)، یوں ہی فی زمانہ عیسائیوں کی بہت بڑی تعداد جو خود کو عیسائی کہتے ہیں مگر دہریے (لادین Atheist, جنہیں اسپینش زبان میں ATEO بھی کہتے ہیں وہ) ہو چکے ہیں، ان سے نکاح کسی صورت نہیں ہوسکتا اگر کیا تو یہ نکاح باطل ہے یعنی منعقد ہی نہ ہوگا۔ جو عورت دہریہ نہیں عیسائیہ اہل کتاب ہو، مسلمان مرد کا اس سے نکاح کرنا بھی جائز نہیں بلکہ مکروہ تحریمی ہے۔اگر کیا تو نکاح منعقد تو ہو جائے گا مگر یہ ممنوع اور گناہ کا کام ہے، اس سے بچنا واجب ہے۔کیونکہ فی زمانہ تمام یہود و نصاری ذمی نہیں بلکہ حربی ہیں اور حربیہ سے نکاح ناجائز ہے۔شریعت اسلامیہ نے جو اہل کتاب عورت سے نکاح کی اجازت دی ہے وہ ذمیہ کے ساتھ خاص ہے۔ذمی وہ کتابی ہوتے ہیں جو مسلمانوں کے ملک میں ٹیکس دے کر رہیں۔اسپین دارالحرب ہے اور دارالحرب میں رہنے والی اہلِ کتاب عورت (عیسائیہ و یہودیہ وغیرہ) سے نکاح کرنا مطلقا گناہ ہے۔

اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

وَ لَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى یُؤْمِنَّؕ (221)

:اور مشرکہ عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک مسلمان نہ ہو جائیں۔

(سورۃ البقرۃ 2، آیت نمبر 221)

احکام القرآن میں ہے:"واتفق جماعۃ من الصحابۃ علی اباحۃ نکاح الکتابیات الذمیات" ترجمہ: صحابہ کرام علیھم الرضوان کی ایک جماعت ذمی اہل کتابیات سے نکاح کی اباحت پر متفق ہے۔

(احکام القرآن للجصاص، ج2، ص460، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

احکام القرآن للجصاص میں ہے:" قال ابن عباس: ولا تحل نساء اھل الکتاب

اذاکانوا حرباً" ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: اہل کتاب جب حربی ہوں تو ان کی عورتوں سے نکاح جائز نہیں۔

(احکام القرآن للجصاص، ج2،ص462،قدیمی کتب خانہ،کراچی)

علامہ مال الدین محمد بن عبدالواحد ابن الہمام رحمۃ اللہ تعالی علیہ (المتوفیٰ: 861ھ) فرماتے ہیں: " وتکرہ الکتابیۃ الحربیۃ إجماعا" یعنی: حربیہ اہلِ کتاب عورت سے نکاح اجماعی طور پر مکروہ ہے۔

(فتح القدیر، کتاب النکاح، فصل فی بیان المحرمات، جلد3،صفحہ228،مطبوعہ: دارالفکر)

علامہ محمد امین بن عمر ابن عابدین رحمۃ اللہ تعالی علیہ (المتوفی 1252ھ) فرماتے ہیں:

"أن إطلاقهم الكراهة فى الحربية يفيد أنها تحريمية"

یعنی: کتابیہ حربیہ سے نکاح کے متعلق فقہائے کرام کا کراہت کو مطلق رکھنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ مکروہِ تحریمی ہے۔

(ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، جلد3،صفحہ45،مطبوعہ: دارالفکر، بیروت)

فقیہ حنفیہ علامہ حسن بن عمار شرنبلالی رحمۃ اللہ تعالی علیہ (المتوفی 1069ھ) دررالحکام پر اپنے حاشیے میں لکھتے ہیں:

"قال الكمال والأولى أن لا يفعل ولا يأكل ذبيحتهم إلا لضرورة وتكره الكتابية الحربية إجماعا لانفتاح باب الفتنة مع إمكان التعلق المستدعى للمقام معها فى دار الحرب وتعريض الولد على التخلق بأخلاق أهل الكفر وعلى الرق بأن تسبى وهى حبلى فيولد الولد رقيقا، وإن كان مسلما"

یعنی: علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا بہتر یہی ہے کہ کتابیہ عورت سے نکاح نہ کیا جائے اور سوائے اشد ضرورت کے ان کا ذبیحہ نہ کھایا جائے۔ دارالحرب کی رہنے والی اہلِ کتاب عورت سے نکاح اجماعی طور پر مکروہ (تحریمی) ہے، فتنے کا دروازہ کھولنے کے سبب ساتھ ہی ساتھ اسی کے ہمراہ دارالحرب میں مقیم ہو جانے کی خواہش رکھنے کے

امکان اور ہونے والی اولاد کے کافروں کی عادت واطوار اپنانے اور غلام بننے پر پیش کرنے کی وجہ سے، بایں معنی کہ اس عورت کو قید کیا جاتا ہے اس حال میں کہ وہ حاملہ ہو تو وہ جو بچہ جنے گی وہ بھی غلام ہوگا اگر چہ وہ شخص مسلمان ہو۔

(درر الحکام شرح غرر الأحکام (مع حاشیة الشرنبلالی)، کتاب النکاح، جلد 1، صفحہ 332، مطبوعہ دار إحیاء الکتب العربیة)

اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (المتوفی 1340ھ) فرماتے ہیں: نصرانیہ اگر سلطنتِ اسلامیہ میں مطیع الاسلام ہے اس سے نکاح مکروہِ تنزیہی ہے ورنہ مکروہِ تحریمی قریب بحرام۔ یہ بھی اس صورت میں کہ وہ واقعی نصرانیہ ہو نہ حالتِ دہریت ونیچریت جیسے مسلمان کہلانے والا نیچری مسلمان نہیں۔

(فتاوی افریقہ، جلد 1، صفحہ نمبر 85، مطبوعہ: مکتبہ نوریہ رضویہ)

اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (المتوفی 1340ھ) فرماتے ہیں: عورت مجوسیہ سے مسلمان نکاح نہیں کرسکتا، اگر کرے گا باطل، یوں ہی نصرانیہ سے ایک قول پر، اور دوسرے قول پر نصرانیہ سے نکاح اگر چہ ہو جائے گا مگر ممنوع وگناہ ہے، پہلے قول پر اس سے بچنا فرض ہے اور دوسرے قول پر واجب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاوی رضویہ، جلد 12، صفحہ نمبر 262، مطبوعہ: رضا فاؤنڈیشن لاہور)

صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ الۡقَوِی (المتوفی 1367ھ) بہارِ شریعت میں لکھتے ہیں: "یہودیہ اور نصرانیہ سے مسلمان کا نکاح ہوسکتا ہے مگر چاہیے نہیں کہ اس میں بہت سے مفاسد کا (بہت سی خرابیوں کا) دروازہ کھلتا ہے۔ مگر یہ جواز اُسی وقت تک ہے جب کہ اپنے اُسی مذہبِ یہودیت یا نصرانیت پر ہوں اور اگر صرف نام کی یہودی نصرانی ہوں اور حقیقۃً نیچری اور دہریہ مذہب رکھتی ہوں، جیسے آجکل

کے عموماً نصاریٰ کا کوئی مذہب ہی نہیں تو اُن سے نکاح نہیں ہوسکتا، نہ ان کا ذبیحہ جائز بلکہ ان کے یہاں تو ذبیحہ ہوتا بھی نہیں۔" (بہار شریعت، جلد 2، حصہ 7، صفحہ 32، مطبوعہ: مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم

کتبہ

مولانا احمد رضا عطاری حنفی عفی عنہ

3 جمادی الآخر 1443ھ

7 جنوری 2022ء

الجواب الصحیح

علامہ ابو احمد مفتی محمد انس رضا قادری مدظلہ العالی

نیک نیتی

منیر اشرفی

ایک شخص لوگوں سے سوال کرتا پھرتا تھا کہ:

"مجھے کوئی ایسا عمل سکھاؤ کہ رات دن اسی میں مصروف عمل رہوں اور کبھی نیکی و ثواب سے محروم نہ رہوں"۔ تو ایک بزرگ نے فرمایا کہ: "ہمیشہ نیکی کی نیت رکھا کرو اور اسی نیک نیتی کے ساتھ عمل میں مصروف رہو، رات و دن نیکی و ثواب کی دولت ملتی رہے گی"۔۔۔

بخاری شریف کی پہلی حدیث بھی اخلاص نیت کی تعلیم دیتی ہے

اللہ رب العزت نے بخاری شریف کو وہ مقبولیت عطا فرمائی ہے کہ آج صدیاں گزرنے کے باوجود یہ کتاب سند کا درجہ رکھتی ہے۔ اس کی بنیادی وجہ حضرت امام بخاری

علیہ الرحمہ کا اخلاص و نیک نیتی ہے۔ امام بخاری فقہ و حدیث میں ایک ممتاز شان اور اہمیت کے حامل ہیں۔ انہوں نے ایک ایک حدیث کو درج کرنے سے پہلے طہارت، نظافت اور پاکیزگی کے ساتھ نماز (دو نفل) و دعا کا اہتمام فرمایا اور تقریباً 16 سال کی گراں قدر محنت ومشقت کے بعد امت کو یہ عظیم ذخیرۂ احادیث عطا فرمایا۔

عمل و کردار میں دکھاوا، اہلِ دنیا کی خوشنودی شامل ہوسکتی ہے مگر نیت میں ریا (دکھاوا) کا دخل نہ ہوگا۔ ہمارے کام کو لوگ تو دیکھ سکتے ہیں مگر ہماری نیت کو صرف مولائے علیم و خبیر ہی دیکھتا ہے لہٰذا ہمارے کام اور ہماری نیت کی جزا و سزا بھی رب تعالیٰ ہی عطا فرمائے گا۔

غور فرمایئے

ایک بندہ شہر سے گاڑی یا بائیک پر سوار آرہا ہوتا ہے اور رستے میں دیکھتا رہتا ہے کہ کس کو بٹھاؤں (لفٹ دوں) وہ کافی سارے جان اور انجان سب لوگوں کو دیکھتا ہے اور دل میں سوچتا ہے کہ اس کو لفٹ دے دوں تو بدلے میں کیا ملے گا؟ مجھے کیا فائدہ ہوگا؟

کسی مسلمان بھائی کو کسی چیز کی حاجت پیش آتی ہے تو دینے والا یہ سوچ رہا ہوتا ہے کہ بدلے میں میں اس سے کیا کام نکلوا سکتا ہوں۔

اگر ایسے ہی ہے تو پھر ہمارا اخلاص کا جذبہ کدھر گیا؟ ہماری نیک نیتی کہاں گئی؟

کسی کا احسان لینے والا بیچارہ اس احسان کے بوجھ تلے ایسا دب جاتا ہے کہ ساری زندگی چاہ کر بھی وہ مسکین اس سے نکل نہیں پاتا اے میرے بھائیو! ذرا غور کرو۔

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو شخص محبت کرے تو فقط اللہ کی رضا کیلئے، اور کسی سے بغض رکھے تو صرف اللہ کی رضا کے لیے، کسی کو کچھ دے تو صرف اللہ کی رضا کے لیے اور منع کرے تو فقط اللہ کی رضا کے لیے تو ایسے شخص کا ایمان مکمل ہو گیا۔ [ابوداود، رقم الحدیث: 4681]

اچھی نیت، بندے کو رب کی رضا دلانے کا ذریعہ ہے

اچھی نیت سے ہی اعمال مقبول ہوتے ہیں
اور اچھی نیت سے ہی بیڑے پار ہونگے۔ ان شاء اللہ عزوجل
لہٰذا حسن نیت کے ساتھ عمل کریں فائدہ ہی فائدہ
اللہ کریم ہمیں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔
امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک

❀❀❀

ہر بیماری کے لئے شفا

رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جبریل نے مجھے ایک ایسی دَوا بتائی جو ہر ایک بیماری کے لئے شِفا ہے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ یہ نسخہ میں نے لوحِ محفوظ سے حاصل کیا ہے۔

(نسخہ یہ ہے کہ) کسی صاف برتن میں بارش کا وہ پانی لیں جو چھت (یا پرنالہ) میں نہ بہا ہو، پھر اس پانی پر ستّر (70) مرتبہ سُوْرَۃِ فاتحہ، ستّر مرتبہ آیَۃُ الکُرسی، ستّر مرتبہ سُوْرَۃِ اِخْلَاص، ستّر مرتبہ سُوْرَۂ فلَق، ستّر مرتبہ سُوْرَۂ ناس اور ایک مرتبہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ پڑھیں، پھر سات دن روزہ رکھیں اور افطار اسی پانی سے کریں۔
(جامع الاصول فی احادیث الرّسول، ج7، ص632)

مدنی پھول: اَوراد و وَظائف میں مشقت پر نہیں فوائد پر نظر رکھنی چاہئے۔

صفحہ 7 کے حوالہ جات

بندۂ مومن کا دل بیم و ریا سے پاک ہے
قوتِ فرماں روا کے سامنے بے باک ہے

ہو اگر ہاتھوں میں تیرے خامۂ معجز رقم — شیشۂ دل ہو اگر تیرا مثالِ جامِ جم
پاک رکھ اپنی زباں تلمیذِ رحمانی ہے تو — ہو نہ جائے دیکھنا تیری صدا بے آبرو!

سونے والوں کو جگا دے شعر کے اعجاز سے
خرمنِ باطل جلا دے شعلۂ آواز سے

ماہِ نو

ٹوٹ کر خورشید کی کشتی ہوئی غرقاب نیل — ایک ٹکڑا تیرتا پھرتا ہے روئے آبِ نیل
طشتِ گردوں میں ٹپکتا ہے شفق کا خونِ ناب — نشترِ قدرت نے کیا کھولی ہے فصدِ آفتاب

چرخ نے بالی چرا لی ہے عروسِ شام کی
نیل کے پانی میں یا مچھلی ہے سیمِ خام کی

قافلہ تیرا رواں بے منتِ بانگِ درا — گوشِ انساں سن نہیں سکتا تری آوازِ پا
گھٹنے بڑھنے کا سماں آنکھوں کو دکھلاتا ہے تو — ہے وطن تیرا کدھر کس دیس کو جاتا ہے تو

الشعراء تلامیذ الرحمٰن

للہ الحمد والمنہ کہ درین آوان فرخ جان مبارک بنیان فرحت توامان کلام بلاغت نظام فصاحت انضمام چار ارکان شریعت و طریقت فراج نظافت و لطافت معرفت و مسمٰی اسم با مسمیٰ کلیات عناصر دواوین خسرو کہ ہر عنصر مصرع چہارم رباعی فضل و کمال بل دیوان غرو جلا لست و ہر شعرائے چہار دیوان بر نجاست فکرت خسروی دالست مصنفش اعنی علیہ الرحمۃ اول را التحفۃ الصغر نام نہاد ثانی را وسط الحیوۃ نام داد ثالث را غرۃ الکمال نام کرد رابع بلفظ بقیہ نقیہ نام برآورد ... تصنیف شریف شاہنشاہ قلم و ناز کخیالی کلیم طور خوشمقالی کبار خانوادہ معانی سالوک مسالک سخندانی مسلم الثبوت استاد صاحب اختراع و ایجاد درۃ التاج ناثران قبلہ و کعبہ شاعران واقف غوامص فن کاشف نکات سخن و انامی اسرار خفی و جلی فخر دامیر الشعراحضرت امیر خسرو دہلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی کہ از اعاظم خلیفہ صاحب مقامات علیہ زبدۃ الکملا خلاصۃ العرفا سراج الاصفیا حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیا زری زرلقبت رحمۃ اللہ است بتصحیح و تنقیح عمدۃ المصححین مولنا محمد حامد علیخان حامد شاہ آبادی

در مطبع منشی نول کشور واقع کانپور باہتمام بھگوان دیال اکہنٹ طبع گردید

قابلِ مطالعہ کتابیں